

اَشْرَفُ التَّفَاسِيرِ

تَنْعِيهِ تَفْسِيرِ

پارہ ہفتم

مُصَنَّف

حکیم الامت مفتی محمد یار خاں نعمی حنفیہ

مکتبہ اسلامیہ

۴۴ اردو بازار لاہور

رفت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت سب کے لئے ہیں مگر رونق و رحیم صرف مسلمانوں کے لئے احادیث قرآن میں
یہاں سو قند نیس ورنہ ان پیش کردہ آیات کی وہ تفسیر کی جاتی جس سے سونوں کے ایمان تازہ ہو جائے انشاء اللہ ان آیات کے
ماقت ان کی تفسیر عرض کی جاوے گی۔ رب تعالیٰ مجھے سو قند دے کہ ان آیات میں اپنے نبی کی شان بیان کروں اپنے ارکان
انکال۔

تفسیر صوفیانہ: جیسے کھلی کاپور ایک ہے لیکن باب کے ذریعے دو قسمی رہتا ہے۔ ہتی چمکے کے ذریعہ ہوا۔ ہتی کے ذریعہ سخت
گرمی اور فریق کے ذریعہ سخت ٹھنڈ کہ۔ غرضیکہ جیسا ذریعہ دیا اس کا خور۔ اگر بغیر وسیلہ پاؤں ہاتھ میں آجائے تو بیک کر دیت
ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کی ایک صفت ہے اگر ہم اس قدرت سے واسطہ نہ ملے تو حلق رکھیں تو رحمت کرم عزیمت بخشش بندہ
نوازی سے اس کا خور ہوتا ہے اللہ قادر ہے کہ مسلمانوں کو بخش دے انہیں جنت دیدے انہیں اپنا دید اور عطا فرماوے مگر کیسے
بواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن اگر یہ واسطہ درمیان میں نہ ہو تو ان قدرت کا خور عذاب قمر جہاریت سے ہوتا ہے۔
خدا قادر ہے کہ کافروں کو جہنم میں ٹھونس دے ان پر دنیا میں غضب و قہر نازل فرماوے انہیں زمین میں دھنساوے وغیرہ وغیرہ
یہاں بغیر وسیلہ نبوت۔ قدرت الہی کا ذکر ہے اور سنی جگہ دہی قدر مطلق ارشاد فرماتا ہے **لَا يَأْتِي الْعِبَادَ شَيْءٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ**
لَوْ أَعْلَىٰ أَعْلَاهُمْ لَا تَنْتَظِرُونَ رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فرمودات محبوب کہ اس میرے بلورہ
تو ان جانوں پر غم نہ رہیجئے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں اللہ سارے گنہگار بخش دے گا۔ محمود ہی قدرت جو کافروں کے لئے قہر
غضب کی شکل میں تھی وہ مسلمانوں کے لئے رحمت و مغفرت کی شکل میں ظاہر ہے کیوں اس لئے کہ مسلمانوں تک یہ قدرت
بواسطہ رحمت للعالمین پہنچ رہی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی قادر ہے۔ ولیوں پر بھی قادر ہے۔
اللہ کے روئے پر بھی قادر ہے نیک کاروں پر بھی قادر۔ کافروں پر قادر بھی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کو ایہ کان تک بلائے اپنا دید اور کھائے اپنا محبوب بنائے سارے عالم کے لئے رحمت بھرا کر بھیجے وہ قادر ہے کہ اپنے ولیوں کو اپنا

تربیت دے وہ قادر ہے کہ ہم کھجوروں کو کھلی دے وہ قادر ہے کہ کھجور دوں میں وہی دے رب تعالیٰ کی ہر اس طرح۔ کہ
جس میں اس کے بدوں کی سب دہی ہو بلکہ اس طرح کرے کہ اس کے مقبولوں کی عظمت کا اظہار ہو جو یوں کہے کہ رب قادر ہے کہ
دوں کو دوزخ میں ڈال دے وہ قادر ہے کہ ابو جہل کو جنت میں بھیج دے وہ رب کی حمد نہیں کر رہا ہے بلکہ تحریف کر رہا ہے جس
توحید میں اللہ کے بندوں کی تو ہیں وہ وہ توحید شیعہ خلی ہے دوزخ قدرت الہی حضرت سے فرمایا۔ شہر۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہم تن کر مہنیا ہمیں بھیک مانگتے کو میرا ہمتاں بنایا

صوفیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بعض نعمتوں میں تعدد ہے جیسے مارے یا لونا یا بویاں بھائی دوست یا جسم کے اعضاء اور بعض
نعمتوں میں تعدد نہیں۔ وہ صرف ایک ہی ہو سکتی ہیں جسے ہی باب یا جسم میں دل یا آسمان کا پانچ ایسے ہی نام روحانیات میں وہی
نام صوفیانی تہا ہی بست ہو سکتے ہیں۔ مگر مصطفیٰ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسرا نہیں ہو سکتا اللہ اپنی الوہیت میں
جد ولا شریک نہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جدیت میں جد ولا شریک نہ ہیں۔ نہ اور مراد خدا ہو سکتا۔ دوسرا مصطفیٰ
بسیب یہ معاملہ ہے تو جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر جائیں تو اس کا نہ کھانہ کہیں نہیں یہی مقصد ہے اس فرمان کا کہ لست
علیکم ہو کلیل۔ اسی لئے قیامت میں بارگاہ رب العالمین میں حساب و کتاب کے لئے پیش ہونے سے پہلے ساری خلقت

ابن مسلم و ادب زبان کے اس محاورے سے ابھی طرح واقف ہیں کہ عظیم چیزوں کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ عظمت و کرم کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اور حبیبِ رزائل کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے تو امین و تقیوں کے معنی نکلتے ہیں۔ اردو زبان کے محاورات میں تشبیہ و تمثیل کا یہ ضابطہ آسان شائع اور ذائع ہے کہ کوئی صاحبِ علم اس کے ان معانی و مظاہر کے استلزام سے انکار نہیں کر سکتا۔

اس بنیاد پر ہمارا دیکھنی شک شبہ سے بالاتر ہے کہ مولانا تھانوی بارگاہِ رسالت کے گستاخ ہیں۔ انھوں نے رسولِ پاک کے علم شریف کو رزائل کے علم سے تشبیہ دے کر امانتِ رسول کے خوفناک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

=====

② علامتِ دیوبند کے دوسرے اور تیسرے مذہبی پیشوا مولانا خلیل احمد انجیٹھی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے براہینِ قاطعہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ زمین کے علم محیط کے سوال پر شیطان کا علم رسولِ اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسول کی وسعتِ علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ کیونکہ شیطان کے علم کی وسعت ہر قرآن و حدیثِ ناطقہ ہیں۔ رسول کے علم کی وسعت پر نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔

اس میں قطعاً دورائے نہیں کہ شیطان کے مقابلے میں رسولِ پاک کے علم کی تنقیص ایک کھلا ہوا کفر اور ایک کھلی ہونگ گستاخی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی کھلی ہونگ گستاخی اور کھلا ہوا کفر ہے کہ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسولِ پاک کی وسعتِ علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے لیکن یہی عقیدہ شیطان کے علم کے بارے میں رکھنا شرک نہیں۔

اسی طرح یہ کہنا بھی رسولِ پاک کی صریح تنقیص ہے کہ رسولِ پاک کے علم کی وسعت پر نہ قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن میں بھی

رسید ہے اور حدیث میں بھی۔
 (۳) علمائے دیوبند کے سب سے بڑے مذاہبی پیشوا مولانا قاسم نانوتوی
 بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب "تہذیب الناس" میں حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے۔ جبکہ حضور کو خاتم النبیین ہونے کی حیثیت
 سے آخری نبی ماننا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔

بلکہ اپنی کتاب میں انھوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ حضور کے زمانے یا حضور
 کے بعد بھی اگر کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے جب بھی حضور کی خاتمت میں کوئی فرق
 نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی نئے نبی کے آنے کی
 صورت میں حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔ مولانا نانوتوی کی یہی
 وہ کتاب ہے جسے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے جواز کا پیش خیمہ
 قرار دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ختم نبوت کے مسئلے میں علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارا اختلاف
 فروعی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ اور یہ اختلاف حرمت و حلت کا نہیں بلکہ
 کفر و اسلام کا ہے۔

دعوت الانصاف

دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے جو ان کی کتابوں کے
 حوالوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ واضح رہے کہ اس بنیاد کا تعلق اہانتِ رسول اور
 انکارِ ضروریاتِ دین سے ہے۔ جس کے کفر ہونے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے۔ قرآن
 کی بیشمار آیتیں اس عقیدے پر شاہدِ عدل ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
 ہلکی سی گستاخی بھی اسلام اور ایمان کے رشتے کو منقطع کر دیتی ہے۔ علم اور عبادت
 گستاخی کے انجامِ بد سے کسی کو ہرگز نہیں بچا سکتی۔

وغیرہ بہہ کر آئے گی اور وہ ہی ان کو پلائی جائے گی۔ تو کفر کی وجہ سے ان کو یہ عذاب ہوا اور فریب کی وجہ سے یہ درد پہنچا۔
 یُكَذِّبُونَ میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان پر مصیبتیں جھوٹ کی وجہ سے آئیں۔ یُكَذِّبُونَ کذب سے بنا ہے اس کے معنی
 ہیں جھوٹ، جھوٹ کئی قسم کا ہوتا ہے (۱) قول میں جھوٹ وہ اس طرح کہ خلاف واقع خبر دے، (۲) فعل میں جھوٹ وہ اس
 طرح کہ عمل قول کے خلاف ہو یعنی کہے کچھ اور کرے کچھ اور۔ (۳) عقیدے میں جھوٹ وہ اس طرح کہ غلط عقائد اختیار
 کرے مثلاً خالق تو ایک ہے لیکن کسی کا عقیدہ یہ ہو کہ خالق چند ہیں تو یہ عقیدے کا جھوٹ ہوا۔ ہر جھوٹ برا ہے لیکن عقیدے کا
 جھوٹ سخت برا اور یہ منافق ہر طرح جھوٹے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بدترین گناہ اور فحش عیب ہے بلکہ ہزار ہا
 گناہوں کی جڑ ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹ نہ بولنے کا عہد کرے تو ان شاء اللہ بہت سے گناہوں سے بچ جائے گا انبیائے کرام
 سارے گناہوں سے اور خصوصاً جھوٹ سے بالکل محفوظ و معصوم ہوتے ہیں۔ جو شخص انہیں جھوٹا مانے وہ بے دین ہے
 حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو آیا ہے کہ انہوں نے معاذ اللہ تین جھوٹ بولے یہاں جھوٹ سے مراد
 تعریض ہے یعنی دو معنی والا کلام بولنا اور اس سے خلاف ظاہر معنی مراد لینا، اور یہ تعریض ضرورتاً جائز ہوتی ہے جیسے کہ آپ کی
 بیوی حضرت سارہ کے متعلق ایک ظالم بادشاہ نے پوچھا کہ یہ آپ کی کون ہیں، آپ نے خیال فرمایا اگر میں نے کہہ دیا کہ
 میری بیوی ہے تو یہ ظالم مجھ سے جبراً چھین لے گا، اس لئے آپ نے کہہ دیا کہ یہ میری بہن ہے۔ وہ نسبی بہن سمجھا اور آپ
 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہے ہیں کسی
 تمہارے ساتھ یہ کون ہیں آپ نے راز چھپانے کے لئے فرمایا مجھے راستہ بتانے والے ہیں وہ
 مراد ہے اور آپ کی مراد تھی راہ الہی۔ یہ تعریض ہے اور ضرورتاً جائز۔ تنصہ جھوٹ بہر حال
 کے، سخت مجبوری کی حالت میں۔ دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے اپنی بیوی کو راضی کر
 روڑنا۔ (تفسیر روح البیان و شامی وغیرہ) جھوٹ سے جس طرح آخر دی عذاب آتا ہے ایسے
 ہوتی ہیں مثنوی شریف میں ہے۔

تفسیر مہر

اشاعت الفاسدہ ۱۳۶۳

مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث دارالعلوم

مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث دارالعلوم

مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث دارالعلوم

مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث دارالعلوم

رواں ہا راز وہ است کہ ہوئے روز بیرون آمدہ است
 خلق را رہبر مباد کو وہ بس کارواں ہا را بباد
 صبح کاذب بھی صد ہا قافلوں کو برباد کر چکی ہے۔ خدا کرے جھوٹا کسی کا رہبر نہ بنے۔
خلاصہ تفسیر: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کی فطرت میں ہی تندرستی نہیں اور ان کے دلوں پر جھوٹ کی بیماری
 ہے جوں جوں صحت بخش باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی گئیں ان کی مخالفت سے ان کا مرض بڑھتا گیا اور جس ط
 کہ جسمانی مرض کا انجام موت ہے اسی طرح روحانی بیماریوں کا نتیجہ دردناک عذاب ہے بارش ہر درخت کو بڑھاتی
 جس درخت کا تخم خراب ہو اس میں کانٹے اور کڑوے پھل آتے ہیں اور جس کا تخم اچھا ہو اس میں عمدہ پھل پھول لگتے
 اسی طرح قرآن کریم کی آیتیں رحمت کی بارش ہیں جس سے مومنوں کو شفاء ہوتی ہے اور جن کی اصل میں کجی ہے ا
 بیماری بڑھتی ہے اس میں ان کا اپنا قصور ہے نہ کہ قرآن کریم کا۔

تفسیر صوفیانہ: عام طور پر دل میں اچھے خیالات بھی آتے ہیں اور برے بھی، اچھے خیالات رحمانی الہام

اس کی وجہ استحالہ بتائے گا وہ کہہ دے گا اس وجہ سے محال ہے، نفس ذات میں استحالہ نہیں، محال بالذات وہ ہے جس کی نفس ذات ابا کرے وجود سے، اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے جو اپنے وجود کے وقت ایسی شے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفس ذات ابا کرتی ہے وجود سے، اور اگر وہ شے مستقل نہیں تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کی نفس ذات ابا کرے اس کے وجود سے، تو وہ بھی محال بالذات ہے، وجہ استحالہ بیان کرنے سے شے محال بالغیر نہیں ہو جاتی، اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی، اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال، ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہوگا اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الہی ہے، لازم آئے گا کہ کذب الہی محال بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ (پھر فرمایا) کذب الہی کا امکان مان کر عقائد، ایمان، شرائع، ادیان کچھ بھی نہ رہے گا۔ ایمان کہتے ہیں اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کو، ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آئے گی، پھر کیا سبب ہے کوئی دلیل عقلی اس پر قائم نہیں، سمعیات محضہ میں سے ہے، لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اخبار الہی، اور جب اخبار الہی میں کذب ممکن ہو تو اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کہاں سے آئے گا، پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہہ دیا ہو، تو نہ دین رہا نہ قرآن، نہ اسلام رہا نہ ایمان۔

عرض:- حضور اگر کلام لفظی میں کذب ممکن مانا جائے اور کلام نفسی کو اس سے پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے؟

ارشاد:- کلام لفظی تعبیر کس سے ہے، کسی معنی سے ہے یا یہ معنی سے علیحدہ الفاظ ہیں، ضرور ہے کہ معنی سے تعبیر ہے اور معنی کلام نفسی، اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ صدق، کذب اولاً معنی کو عارض ہوایا الفاظ کو، ضرور ہے کہ معنی ہی کو عارض ہے، اس کے ذریعہ سے الفاظ پر، تو کذب کلام نفسی پر ہو یا صرف کلام لفظی پر۔ معنی اگر مطابق واقع ہیں تو صادق ورنہ کاذب۔ الفاظ اگر اس کے موافق ہیں تو یہ صادق ہوگا تو وہ بھی صادق، اور یہ کاذب ہو تو وہ بھی

کامل

الملفوظ

وَمَسَالِي شَرِيف



حُضُورِ اَعْلٰی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ

قَالَ رَی كِتَابُكُمْ هَذَا اِسْلَامِيَّةً مَارَكِيَّةً، بِرِئَاسَةِ شَرِيف

ذکر تہاڑی پیش کردہ دوسری آیت میں ہوا۔ لیکن جب عالم کی کسی چیز سے حق تعالیٰ کے ارادے کا تعلق ہو جائے تو اب اس کے خلاف ہونا محال بالذات۔ اس کا ذکر پہلی آیت میں ہوا تو خلاصہ یہ ہوا کہ کفار مکہ پر عذاب کا آنا اور نہ آنا خود اپنے لحاظ سے دونوں ممکن ہیں۔ مگر اس لحاظ سے کہ عذاب نہ آنے کا حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا، اور اس کے ارادے کے خلاف ہونا محال بالذات۔ لہذا اس حال میں عذاب کا آنا محال بالذات۔ مثال سمجھو! زید کھڑے ہونے اور بیٹھنے دونوں پر قادر ہے مگر جب کھڑا ہو جائے تو بیٹھنا محال بالذات ہے کیونکہ وہ اجتماع ضدین کی مثال ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ ہر چیز

تفسیر قرآنی

اسلام آباد
اشرف القاسمی
۱۳۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم
تفسیر قرآنی
مکتبہ اسلامیہ
۱۳۶۳

لیکن جب کسی کو پیدا فرمادیا تو پیدا ہو چکنے کی حالت میں فنا ہونا محال بالذات۔ اس طرح ہاں جب نیستی کی جائے گی تو ہستی فنا ہو جائے گی۔ ہر دو نقیضوں کا یہی حال ہے کہ ان سے ہوتے ہوئے دوسرے کا ہونا محال بالذات۔ اور موٹی مثال سمجھو! کنواری لڑکی جس بطریق بدلیت ہر مسلمان کے نکاح میں آسکتی ہے۔ مگر جب ایک سے نکاح کر لیا تو عراً محال بالذات ہو گیا۔ اور سمجھو کہ زید کے پیدا ہونے سے پیشتر ہر شخص بطریق بدلیت کے نطفے سے پیدا ہو چکا اور بکر اس کا باپ بن چکا تو اس حالت میں کسی اور کا باپ بننا محال ہے اور کو بھی زید کا باپ بنادے، کذب جب ہوتا ہے جب کہ تعلق ارادے کے باوجود حق و باطل کا تعدد امکان اور چیز ہے اور امکان تعدد دوسری چیز۔ اس عذاب بھیجنے میں امکان کا تعدد کے لئے عقل و علم بھی ضروری ہے اور دین بھی، مگر دیوبندیوں کے ہاں ان تینوں کا دیوالہ ہے۔ یہ دیوبندیوں کا انتہائی اعتراض تھا جو بفضلہ تعالیٰ پاش پاش ہو گیا، اور ہم تو اس سے یہ بھی سمجھے کہ وہ ابھی تک امکان کذب کے معنی سمجھے ہی نہیں۔ یہ کون کہتا ہے کہ عالم کی بعض چیزیں ممکن ہیں اور بعض ناممکن، نقیضین، ضدین ہر ایک ممکن لیکن ان کا جمع ہونا محال بالذات۔ اسی طرح خبر الہی کے ساتھ خلف کا ہونا محال بالذات۔ اسی کا نام امکان کذب ہے۔

اس سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ آیت مَّا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ میں عام عذاب ظاہری مراد ہے مسخ اور پتھر برسا وغیرہ اور دوسری آیت لِيُعَذِّبَهُمْ قُلُوبَهُمْ میں عذاب باطنی مراد ہے، یعنی جنگلوں میں ٹھکست، قحط سالی، سخت بیماریاں وغیرہ، یا عذاب ظاہری خاص جیسے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ قرب قیامت بعض قوموں کی صورتیں مسخ ہوں گی۔ زمین دھنسے لگے گی، حضور کی تشریف آوری سے عام عذاب ظاہری آنا منع ہو گیا، دوسرے عذاب منع نہیں، آیت وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ سے پہلے کفار مکہ کی یہ دعا مذکور ہے کہ اَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوْ تُنْزِلْنَا بِعَذَابٍ اَلِيمٍ جس سے پتہ لگا کہ وہاں یہی عذاب مراد ہے۔ خیال رہے کہ کذب و صدق خبر کی صفت ہے نہ کہ مخبر عنہ کی۔ لہذا یہ محال بالذات ہے کہ رب تعالیٰ خلاف واقعہ کی خبر دے۔ یہی امتناع کذب کے معنی ہیں جن کے جنتی ہونے کی خبر دے دی گئی۔ اگر وہ دوزخ میں جاسکتے ہیں تو یہ خبر محال بالذات ہوتی۔ ساتواں اعتراض عام متکلمین فرماتے ہیں کہ مَقْدُورُ الْعَبْدِ مَقْدُورُ اللَّهِ یعنی جس پر بندہ قادر ہے اس پر خدا بھی قادر ہے، اور جھوٹ پر تو بندہ قادر، تو چاہئے کہ خدا بھی قادر ہو، جواب: اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جس کے کسب یعنی کرنے پر بندہ قادر ہے اس کے خلق یعنی پیدا کرنے پر خدا بھی قادر۔ کیوں کہ وہ ممکن ہی ہو گا نہ یہ کہ خدا بھی اس کے کرنے پر قادر ہو جائے۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو بندہ زنا، چوری وغیرہ سب پر قادر ہے کیا رب کو ان پر قادر مانو گے۔ انھوں

نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکر مکرزہ اود اللہ شرف
در مسئلہ امکان کذب بر رفع شہادت مولوی نذیر احمد خاں صاحب نامی
(مشہد) براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے
کتب الہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے یعنی معانی میں کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹ ہے
اور اس کے احکام ہی غلط ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریک کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے اور ان
امداد اللہ چشتی فاروقی رضی اللہ عنہ۔ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد سلام تحیہ سلام کیا
کا ذکر آیا مضمون سے مطلع ہوا ہر چیز کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور آج
مطلب براہین قاطعہ بالا اختصار کہ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچا دے اِنْ اُرِیدُكَ اِلَّا اِلَیَّهِمْ
مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاِیْہِہٖمَا

جواب :- واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں
اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح وَمَنْ اَصْدَقُ
مِنْ اللّٰہِ حَدِیْثًا وَرَبِّ اللّٰہِ لَا یُخْلِیْفُ الْمِیْعَادَ ۝۱۰۰ وغیرہ آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے
شائبہ نقص کذب وغیرہ سے۔ راخلاف علماء کا جو دربارہ وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے
جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق
میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ
نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم
نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالة لاحق ہو اور
چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں پس مذہب جمیع تحقیقی اہل اسلام و صوفیائے کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ
میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے پس جو شہادت آپ نے وقوع کذب پر متفرقا
کئے تھے وہ مندرج ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان
کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر انہار زباں قاصر ہیں آیات و احادیث کثیرہ سے
مسئلہ ثابت ہے ایک ایک مثال قرآن و حدیث کی لکھی جاتی ہے ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے
فَلِیْہِ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّجْعَلَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ اٰیٰتِہٖ دُوْرًا ۝۱۰۱

لہذا اللہ تعالیٰ سے جو حکم کہنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے خلاف نہیں فرما سکتا کہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے وہ

فتاویٰ رشیدیہ

میتوب بطرز جدید

حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد گنگوہی


ثاقب بک ڈپو دیوبند

کیوں نہ ہو اس بات پر پند سے عرض کی کہ جسے ہر مومن خدا متل اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اور میرے بھائی عیسیٰ کو دروزخ میں بھیج دے تو عدل ہی کرے گا۔ فرمایا ہے شک! تمام جہان اس کی ملکیت ہے۔ جو اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے۔ وہ ظلم نہیں کرتا۔ ظلم تو اسے کہتے ہیں جو غیر کی ملکیت میں تصرف کیا جائے۔

بعد ازاں فرمایا کہ شعر بہ مذہب میں اسی طرح ہے کہ ربات جائز ہے کہ حق تعالیٰ مومن کو ہمیشہ کے لئے دروزخ میں رکھے یا کافر کو ہمیشہ کے لئے بہشت میں رکھے۔ کوئی مکر وہ اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ نادان و انا کے برابر نہیں۔ اور اندھا بینکے برابر نہیں اسی طرح اور مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ اب اس کی حکمت سے یہ واجب ہے۔ کہ مومن بہشت میں جائے اور کافر دروزخ میں۔ اس واسطے کہ وہ حکیم ہے۔ حکمت کے موافق کام کرتا ہے۔ جیسے کسی شخص کے پاس مال ہو۔ تو جس طرح وہ چاہے۔ خرچ کرے۔ اگر وہ اپنے مال کو کنوئیں میں بھی بھینک دے۔ تو کبھی حکمت سے خالی نہ ہوگا۔

بعد ازاں فرمایا۔ اگر کوئی مومن بغیر توبہ کئے مر جائے۔ تو تین باتوں کا احتمال ہو سکتا ہے۔ لیکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی برکت سے اسے بخش دے یا اپنے فضل سے بخش دے۔ یا کسی شفاعت سے اسے بخش دے۔ اگر دروزخ میں بھی جائے گا۔ تو اس کے گناہوں کے مطابق اسے عذاب کر کے آخر کار اسے بہشت میں بھیج دے گا۔ لیکن ہمیشہ کے لئے دروزخ میں نہیں رکھے گا۔ کیونکہ وہ دنیا سے ایمان گیا ہے۔

مختلف حکایتیں ہفتے کے روز گیارہویں ماہ شوال سن مذکور کو پانچویں کی سعاد منسوب ہے۔ اس روز میں اپنا غلام شیر ناک ہمراہ لے گیا۔ اور عرض کی کہ یہ نماز ادا کرتا ہے۔ اور مدت سے تجھے کہہ رہا ہے کہ تجھے خواجہ صاحب کی خدمت میں سے چار تا کریمیت کی دولت نصیب ہو۔ چونکہ خواجہ صاحب کی مہربانی اور شفقت عام تھی یہ بات



ہمشیرت ہمشیرت

ملفوظات خواجگان چشت



سول ایجفٹ:

مکتبہ رضویہ

۳۹۹ - مٹیامحل
دہلی ۲

ادبی دنیا

حکایت: ایک گستاخ نے کہا کہ تم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مال و اولاد مانگتے ہو، اگر ان سے کچھ ملے تو حضرت عائشہ صدیقہ کو ضرور بیٹا ملے (نعوذ باللہ) میں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت بھی دے دیتے ہیں۔
 حضرت ربیعہ نے کہا تھا اسْتَقْلَكَ مَرَّافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں، کیا مال و اولاد جنت سے بڑھ کر ہیں؟ عائشہ صدیقہ یا خود سرکار نے بیٹے کی دعا کب مانگی؟ جن نبیوں نے بیٹے کی دعا مانگی، انہیں فوراً بیٹے کی بشارت اور بعد میں فرزند دیا گیا اگرچہ وہ حضرات اس وقت بوڑھے تھے اور ان کی بیویاں بوڑھی بھی اور بانجھ بھی، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بی بی سارہ کا واقعہ، اور زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی بیوی ایسحاق کا واقعہ جو قرآن کریم میں تفصیل وار مذکور ہے، بی بی سارہ نے تو اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشخبری پا کر حیرت سے کہا تھا کہ کیا میں بوڑھی اور بانجھ بچہ جنوں کی قرآن کریم فرماتا ہے وَأَنَا عَجُوزٌ عَقِيمٌ تعجب ہے کہ حضرت طلحہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے سوا اولادیں ملیں یعنی اولاد اور اولاد اور اولاد، اور بی بی عائشہ صدیقہ کو ایک بیٹا بھی نہ ملے، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

تیسرا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور جسے چاہے عذاب دے اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہو، لہذا مسئلہ امکان کذب ثابت ہو گیا۔ **جواب:** مسئلہ امکان کذب کی مکمل بحث ہم پہلے پارے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کی تفسیر میں کر چکے، اس سوال کا جواب بھی تفسیر سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہاں گنہگار مسلمانوں کا ذکر ہے، کیونکہ معافی اور سزا گناہ کی ہوتی ہے، اس آیت کو نہ حضرات انبیاء سے کوئی تعلق ہے، نہ کفار سے کوئی واسطہ، ورنہ یہ آیت تمہارے بھی خلاف ہے، کیونکہ تم بھی کذب کا امکان مانتے ہو نہ کہ وقوع، اور یہاں وقوع کا ذکر ہے کہ رب تعالیٰ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ **چوتھا اعتراض:** مسلمانوں کے خدا کے راج میں بڑی اندھیرنگری ہے کہ جسے چاہے عذاب دے دیا جائے اگرچہ اس نے کوئی پاپ نہ کیا ہو، اور جسے چاہے جنت دے دی جائے اگرچہ وہ مہاپاپی ہو، ایسا اندھیر مچانے والا خدا نہیں ہو سکتا، ہمارا برائیاں انصاف والا ہے کہ اچھوں کو جزاء اور بدوں کو سزا ضرور دیتا ہے (آریہ از ستیا رتھ پرکاش) **جواب:** ہم اس کا تحقیقی و تفصیلی جواب سورہ بقرہ کے آخر میں لے چکے ہیں کہ یہاں گنہگاروں کا تذکرہ ہے کیونکہ معافی و سزا کا ذکر ہو رہا ہے، معافی بھی گناہ کی ہوتی ہے اور سزا بھی بھولے یا سمجھ پنڈت نے مغفرت اور عذاب کے معنی ہی نہ سمجھے۔ **پانچواں اعتراض:** بتاؤ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا قنوت نازلہ پڑھنا اور کفار کو بددعائیں دینا غلط تھا یا صحیح، اگر صحیح تھا تو رب تعالیٰ نے اس سے روکا کیوں، اور اگر غلط تھا، تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیوں؟ آپ کا تو ہر قول وحی الہی سے ہے اور ہر عمل رب تعالیٰ کی طرف سے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں۔ **جواب:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل بھی درست تھا اور یہ بھی، مگر وہ اچھا تھا، یہ بہت اچھا، رب تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب تم بہت اچھے رسول ہو، اس لیے بہت ہی اچھا عمل کرو، یہ ایسا ہی ہے جیسے رب تعالیٰ نے صحابہ کرام سے فرمایا وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ اے مسلمانو! اگر غار سے بدلہ لو، تو برابر لینا، زیادہ نہ لینا، اور اگر تم صبر کرو، تو یہ اور بھی اچھا ہے۔

نوٹ: یہ سوال و جواب تفسیر کبیر و روح المعانی وغیرہ نے نقل فرمایا۔ **چھٹا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا

چاند سورج جمع کر دیے جائیں گے، اگر پیدائش ہوتے تو جمع کیسے ہوتے؟ اور دوزخ کے بارے میں فرماتا ہے: **النَّاسُ وَالْجَنَّةُ** اس کا اندھن لوگ دہتر ہیں، اگر پتھر پیدائش کے جاتے تو آگ کا اندھن کیسے بنے، اور فرماتا ہے: **سَوْنًا** چاندی جمع کر کے ذکوۃ نہیں دیتے، انہیں آگ میں تپا کر فتنگوئی بھسا جیسا کہ **وَجَنُوبُهُمْ** ان سے ٹپکنا پٹیاں دکر وٹیں داٹی جائیں گی، اگر سونا چاندی پیدائش کے جاتے، تو تپایا کے جاتا، اور دوزخ کے دیا جاتا؟ **لَا يَخْلُقُ** مال بھی پیدا کیا جائے گا، تاکہ اس سے خائن کو عذاب دیا جائے، تمہاری پیش کردہ آیت میں جانوروں کی پیدائش کا ذکر ہے مگر دوسروں کی پیدائش کی نفی نہیں، چونکہ اصل مقصود انسان کی پیدائش تھی، باقی اس کے تابع، اس لیے ان کا ذکر نہ ہوا۔
 یہ کہ یہاں خیانت کے عمل کا بوجھ اٹھانا مراد ہے نہ کہ مال کا اٹھانا جیسے آج قرض، خود ایک بوجھ ہوتا ہے، ایسے ہی کئی خیانتیں ایک بوجھ ہوں گی، تیسرے یہ کہ یہ صرف ایک تمثیل ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر عمل ذرہ برابر ہو، پھر وہ پتھر کی پٹیاں آسمان میں ہو، تو **يَاتِ بِهَا اللَّهُ** تب بھی اللہ اسے لے آئے گا، یہاں بھی ایک مثال ہی دی گئی ہے، تفسیر کبیر نے یہ قیاس راجح قرار دیا، مگر فقیر کے نزدیک جواب اول قوی ہے، کسی آیت میں بلا ضرورت شریعہ تاویل نہ کرنا چاہئے۔
اعتراض: تمہارے پیش کردہ فوائد سے معلوم ہوا کہ قیامت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خائن کی شفاعت نہ فرمائیں گے تو مسئلہ شفاعت ختم ہوا، خیانت کی طرح اور بھی بہت سے جرم ہیں، چاہئے کہ ان کی شفاعت بھی نہ ہو۔ **جواب:** اس کے جواب ہیں، ایک یہ کہ یہ فرمان ڈرانے کے لیے ہے، بغیر مثال یوں سمجھو کہ ماں شریچے سے کہتی ہے کہ اگر تو نے میرا کہاں مانا، تو باپ کی مار سے نہ بچاؤں گی، تاکہ بچہ شرارت سے باز آجائے، مگر جب باپ مارتا ہے تو پھر رحم کھا کر بچا ہی لیتی ہے، لگتی ہے کہ وہاں بے کسی دیکھ کر رحم فرمائیں، فرماتے ہیں کہ میری شفاعت گناہ کبیرہ والے امتی کو پہنچے گی۔
 دیکھی جو نیکی تو انہیں رحم آگیا گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

دوسرے یہ کہ یہ وعید ان لوگوں کے لیے ہے جو خیانت حلال جان کر کریں، اب وہ کافر ہوئے، اور کافر کے لیے شفاعت نہیں، یہ ہی وعید مانعین زکوۃ کے لیے بھی ہے، وہاں بھی مکرین زکوۃ مراد ہیں، نہ کہ تارکین زکوۃ۔
تیسرا اعتراض: **تُؤَفِّي كُلُّ نَفْسٍ** سے معلوم ہوا، کہ ہر نفس کو پورا بدلہ دیا جائے گا، تو نہ معافی کوئی چیز رہی نہ شفاعت۔
جواب: اس کے چند جواب ہیں، ایک یہ کہ یہاں قانون کا ذکر ہے، اور **إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا** میں اس کی قدرت کا تذکرہ ہے، ہمارا ایمان قانون پر بھی ہے قدرت پر بھی، دوسرے یہ کہ **تُؤَفِّي** کے معنی یہ ہیں، کہ گناہوں کی سزا میں زیادتی نہ ہوگی اور نیکیوں کی جزاء میں کمی نہ کی جائے گی، رہا گناہ معاف فرما دینا، نیکیوں کا بدلہ زیادہ دے دینا، یہ رحم ہے، غرضیکہ یہاں عدل کا ذکر ہے عدل فضل کے خلاف نہیں، تیسرے یہ کہ یہ پورا دینا ظلم کے مقابل ہے، اس لیے فرمایا **وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ**، اگر رب تعالیٰ کسی کی نیکیاں ساری برباد فرما دے، تو ظلم نہیں اور اگر کسی کو بلا جرم سخت سزا دے، تب بھی ظلم نہیں، ظلم کے معنی ہیں دوسرے کی ملک میں بلا اجازت عمل درآمد کرنا سب اللہ کے بندے ہیں اسی کی ملکیت ہیں اور اپنے بندوں سے جو معاملہ فرما دے عین عدل یا فضل ہے، ظلم کیسا؟ **چوتھا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو کیا نابالغ بچوں کے اعمال کی بھی سزا و جزاء ہے؟ نفس تو وہ بھی ہیں۔ **جواب:** یہاں نفس سے مراد مکلف بندہ ہے جس پر شرعی احکام جاری ہوں، اسی لیے آگے ارشاد ہوا **بِمَا كَسَبَتْ** اس کے کسب کا بدلہ دیا جائے گا۔

کہتے پھرنا اپنے کو پاک و بے عیب جانتا اور ان آیات میں تزکیہ سے مراد ہے نیک اعمال کے ذریعہ اپنے کو پاک کرنا لہذا آیات میں تعارض نہیں اپنے کو پاک کہنا شیخی ہے پاک کرنا مجاہدہ۔ **دوسرا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی تعریف اپنے آپ نہ کرنی چاہیے مگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی تعریف خود کرتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ **جواب:** اپنی تعریف شیخی کے لئے کرنا منع ہے رب تعالیٰ کا اپنی تعریفیں فرمانا ہمیں ایمان دینے کے لئے ہے اور گناہوں سے بچانے کے لئے کہ اے بندو! تم ہماری یہ صفیتیں مانو تو مومن بنو گے اور ہماری جباریت اور قہاریت پر نظر رکھو تو گناہوں سے بچو گے۔ ایک حاکم رعایا سے کہتا ہے کہ میں مجرم کو جیل اور پھانسی دینے پر اختیار رکھتا ہوں یہ شیخی نہیں بلکہ مجرموں کو جرم سے روکنا اور ملکی انتظام قائم رکھنا ہے۔ **تیسرا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی تعریف خود کرنا برا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعریفیں خود کی ہیں کہ فرمایا ہم شفیع المذنبین ہمیں ہم رحمۃ اللعالمین ہیں اسی طرح حضور غوث پاک نے قصیدہ غوثیہ میں اپنے برے فضائل بیان فرمائے یہ تمام اس آیت کے خلاف ہے یا نہیں۔ **جواب:** خلاف ہرگز نہیں شیخی کے طور اپنی تعریف کرنا برا ان حضرات کا اپنی تعریف فرمانا فخر انہیں شکر ہے یہ عبادت ہے رب فرماتا ہے: **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** نیز حضور کا اپنے کو شفیع المذنبین فرمانا ہم گنہگاروں کی آس بندھانے کے لئے ہے کہ گنہگار موت گھبراؤ میرے پاس آؤ میں تم جیسے لاکھوں کو بخشوا لوں گا یہ آپ کی تبلیغ ہے۔ **چوتھا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی تعریف کرنا منع ہے تو بعض علما کو فخر الاسلام شمس الائمہ وغیرہ کیوں کہا جاتا ہے؟ **جواب:** یہ کلمات ان لوگوں نے خود اپنے لئے استعمال نہ کئے بلکہ قدرتی طور پر مسلمانوں کے منہ سے ان کے لئے نکلے یہ قوم نے خطاب دیئے ہیں یہ اللہ یزکی من یشاء کا ظہور ہے۔ **پانچواں اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ پاکی اپنی کوشش سے نہیں ملتی رب کے کرم سے ملتی ہے مگر دوسری جگہ رب فرماتا ہے: **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا** کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ انسان اپنے کو پاک کر سکتا ہے آیتوں میں تعارض ہے **جواب:** تعارض ہرگز نہیں یہاں پاک کرنے والے فاعل حقیقی کا ذکر ہے اور اس آیت میں پاکی کے اسباب جمع کرنے والے کا ذکر ہے رب کی بارگاہ میں جانا اس کی اطاعت کرنا بندے کا کام ہے اور پروردگار کا اسے قبول فرمالینا بخش دینا رب کا کام دریا میں جانا اور غوطہ لگانا بندے کا کام ہے مگر اس کو پاک کر دینا دریا کا کام۔ **چھٹا اعتراض:** سارے بندے اللہ کے بندے ہیں اگر وہ بلا قصور سزا دے دے تو بھی ظالم نہیں اور کسی کو نیکی کا ثواب نہ بھی دے تو بھی ظالم نہیں ظالم وہ ہے جو دوسروں کی ملکیت سے ناجائز تصرف کرے پھر قرآن کریم نے اسے ظلم کیوں فرمایا۔ **جواب:** اس کا جواب تفسیر کے کبیر نے ایک مقام پر یہ دیا ہے کہ یہ عمل صورت میں ظلم ہے۔ **ساتواں اعتراض:** ان یہود نے اپنے کو نیک اور پاک باز کہا اس میں اللہ پر جھوٹ کیا باندھا رب نے اسے خدا پر جھوٹ باندھا کیوں قرار دیا؟ **جواب:** اس لئے کہ حضور کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جھوٹ بولا اور اس جھوٹ کو اللہ کی کتابوں اور نبیوں کی طرف منسوب کیا مجھ میں جرم کرنا بڑا گناہ ہے۔

تفسیر صوفیانہ: سامان سے صاحب مکان و صاحب دوکان کا پتہ چلتا ہے نیاری کی دوکان والے کا سامان کچھ اور ہوتا ہے فوٹو گرافی کی دوکان کا سامان کچھ اور یہ دل ایک مکان ہے اگر اس میں شیطان بستا ہے تو اس کا سامان تکبر شیخی حسد، کینہ، ریا وغیرہ ہے اگر اس دل میں اللہ کے محبوب کا کاشانہ ہے تو ان کا سامان آنکھوں کا پانی عجز و نیاز ایمان و تقویٰ

ما قابل معافی جرم ہے۔ دوسرے جرموں کی بخشش ہو سکتی ہے جس سے اس کا عذاب ہلکا ہو جاوے چنانچہ بعض کفار کا عذاب اس لئے ہلکا ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں نیک اعمال کئے تھے جیسے نوشیروان یا حاتم طائی یا روئے خن مومن عیسائیوں کی طرح ہے کہ اگر تو ان مومن عیسائیوں کے گناہ بخش دے تو تجھے کوئی روک نہیں سکتا کہ تو غالب بھی ہے جو چاہے کرے حکمت والا بھی ہے کہ تیرے ہر کام میں حکمت ہے غرض کہ اس عرض و معروض کا مقصد کفار کی شفاعت فرمانا ان کا کفر بخشوانا نہیں اور ہو سکتا ہے کہ کفار عیسائیوں کے کفر کی بخشش ہی مراد ہو اور مقصد یہ ہو کہ اگر تو ان کافروں شرکوں کو بھی بخش دے تو تجھے کوئی روک نہیں سکتا۔ اسی صورت میں یہ عرض و معروض شفاعت نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا ہے جیسے حضرت عبداللہ ابن عمر کا فرمان کہ اگر رب تعالیٰ سب کو دوزخ میں بھیج دے تو اس کا عدل ہے اگر سارے بندوں کو جنت دے دے تو اس کا رحم ہے وہاں بھی رب تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے نہ کہ مقبولوں کے عذاب یا مردودوں کے ثواب کا امکان بیان فرمانا۔

نکتہ: اس جملہ کو مفسرین نے مشکل ترین سمجھا ہے کیونکہ بظاہر اس میں کفار کی شفاعت فرمانے کا شبہ ہوتا ہے حالانکہ کفار کے کفر کی بخشش نہیں ہوگی ان کی شفاعت ممنوع ہے پھر حضرت مسیح نے شفاعت کیوں فرمائی اس لئے اس کی بہت توجیہیں کی ہیں۔ فقیر نے جو توجیہ کی ہے اس سے آیت کریمہ واضح ہو جاتی ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ رب تعالیٰ کا یہ سوال و جواب حضرت مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے پر ہو چکا اور اس کلام کا مقصد یہ ہے کہ اگر تو اب ان عیسائیوں کو تو بخش ایمان دے کر انہیں مومن بنادے انہیں بخش دے تو تیری مہربانی ہے مگر یہ توجیہ بہت ہی ضعیف ہے اگلی آیت کے بالکل خلاف ہے۔

خلاصہ تفسیر: حضرت عیسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کے سوال کا جواب دے کر اپنی معذرت پیش فرما کر عرض کریں گے کہ میرے مولیٰ میں نے ان لوگوں سے صرف وہی کہا تھا جو کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کے بند و اللہ پر ایمان لاؤ اس کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے تمہارا بھی رب نہیں بلکہ اللہ کا پروردہ بندہ ہوں اے مولیٰ جب تک میں ان لوگوں میں رہا تب تک تو ان کے عقائد ان کے اعمال کی نگرانی کرتا رہا انہیں بگڑنے سے حتی الامکان بچاتا رہا میری موجودگی میں نہ یہ لوگ مجھے الہ کہہ سکے نہ میری عبادت کر سکے جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا پھر میری ذمہ داری ختم ہو گئی۔ پھر وہ تیرے حوالہ ہوئے ان کے افعال اعمال عقائد کا حافظ نگران تو رہا تو ہر چیز پر ہمیشہ سے نگران ہے میری موجودگی میں اور میری پس پشت ہر چیز تیرے حضور حاضر ہے اے میرے مولیٰ جن لوگوں نے مجھے غلط تبلیغ کا الزام لگایا اگر تو انہیں اس جرم یادگیر برے اعمال کی سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں تجھ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تجھ سے ان کو کوئی چھڑا نہیں سکتا اور اگر تو ان کا یہ جرم اور دوسرے برے اعمال بخش دے تو تجھے کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ تو سب پر غالب ہے اور تیرے ہر کام میں حکمت ہے تجھ پر اعتراض کرنے کی کس میں جرأت ہے اب ان کا معاملہ تیرے حوالہ ہے۔

روایت: مسلم شریف اور ابن ابی الدنیا نے باب حسن الظن میں اور بیہقی نے باب الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَ کَثِیْرًا اور یہی آیت اِنْ تَعَذَّبْهُمْ الْخِ طَاوَاتِ کی تو اپنے ہاتھ شریف دعا کے لئے اٹھائے اور بہت رورو کر عرض کیا اللّٰهُمَّ اَمْتِیْ۔ جبریل امیر حاضر ہوئے اور پیغام الہی پہنچایا کہ اے محبوب ہم تمہاری امت کے متعلق تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیں گے تم کو عملیں

تفسیر قرآنی

اسم تاریخی

آشرف التفسیر
۱۳۶۳ هـ

مفسر

حکیم الامت الحاج مفتی احمد یار خان نعیمی دہلوی علیہ الرحمہ وکرامتہ

حسب خواہش

مترجم محمد سعید ابن نور محمد رضوی روکارپا

مکتبہ اسلامیہ

نور احمد

مکتبہ اسلامیہ

وارد ہوئی، اشعری کی دلیل یہ ہے کہ یہ اللہ کا اپنی ملک میں تصرف ہے لہذا یہ ظلم نہ ہوگا اس لئے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف کو کہتے ہیں، اور ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں اس لئے کہ حکمت نیک و بد کے درمیان فرق کی مقتضی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان برابری کو مستبعد قرار دیا اپنے اس فرمان سے۔ ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار (سورۃ ص آیت ۲۸) کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں۔ (کنز الایمان) ام حسب الذین اجترحوا السيئات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون (سورۃ الجاثیہ آیت ۲۱) کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں۔ (کنز الایمان)۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحكمون (سورۃ القلم آیت ۳۵، ۳۶) کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔ (کنز الایمان) اور مومن کو ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کافر کو ہمیشہ جنت میں رکھنا ظلم ہوگا اس لئے کہ یہ شی کو غیر محل میں رکھنا ہے، لہذا یہ ظلم ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے، اور اپنی ملک میں تصرف بھی جائز ہے جب کہ حکمت کے طور پر ہو، رہا خلاف حکمت طریقے پر تصرف، تو یہ بیوقوفی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے، ان کی عبارت یہاں تک ہے۔

اور بیشک تم نے جان لیا کہ یہ معتزلہ کا مذہب ہے، عقل سے حسن و قبح کے ثبوت میں، تو حکمت ان کے طور پر اسکی تابع ہوگی، رہا اہل حق کا مذہب کہ حسن و قبح عقل سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ثابت ہوتا ہے تو حسن و قبح حکم الہی کے تابع ہیں اور حکمت حکم کی تابع ہے، تو کوئی شی نہ حسن ٹھہریگی نہ قبیح، مگر اس صورت میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہو، تو کسی بات کا حکم فرمائے اور کسی سے روکے، اور یہ مقتضائے حکمت پر جاری ہوگا، مگر اسکے بارے میں ذکر کیا ہے، کہ کافر کو معاف فرمانا ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کے نزدیک عقلاً جائز نہیں اس میں اشعری کا اختلاف ہے اور اہل ایمان کو دوزخ میں اور کافروں کو جنت میں ہمیشہ رکھنا ان کے نزدیک یعنی اشعری کے نزدیک عقلاً جائز ہے مگر دلیل سمعی اسکے خلاف پر میں اللہ کے حکم کے بعد، تو ان کا یہ قول ان کی غلطی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ جیسا بھی حکم فرمائے اس کا وہی حکم حکمت ہوگا اب اگر

۲۰۲
 رباً وہ فعل جس کا واقع ہونا محال ہو اس اعتبار سے کہ علم ازلی اس کے بارے میں سابق ہو تو اس امر کی تکلیف کے وقوع میں اختلاف نہیں ہے لے کہ علم کا مکلف سے قدرت کو سلب کرنے میں کوئی اثر نہیں اور بغیر مخالفت پر مجبور کرنے کے لئے بھی علم کا کوئی اثر نہیں۔

کیا محسن کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے؟

اور تم یہ جانو کہ حنفیہ نے جس طرح اللہ کے حق میں تکلیف مالا یطاق بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کا مکلف کرنا محال جانا ۶۵۱ تو وہ ایسے کار کو عذاب دینا جس نے اپنی عمر طاعت میں گزاری اور اپنے مولیٰ کی فطرت میں نفس کی مخالفت کی اور زیادہ ممنوع جانتے ہیں ۱۲۶

(یعنی تکلیف مستنع عقلی کو جائز نہ بتایا) اور ہمارے اصحاب کا قول ہی صحیح ہے اس لئے کہ مکلف سے فعل کے صادر ہونے کا امکان صحت تکلیف کے لئے کافی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس لئے خرق عادت فرما سکتا ہے جب بندہ اس فعل کا قصد کرے رباً وہ جو اصلاً ممکن نہیں تو طبعاً حقیقی کے معنی پر اس سے مکلف کرنا نہ عجز کے اظہار کے طور پر جیسے "فأستوا بسورة من مثله" ترجمہ: تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔ (کنز الایمان) نہ تعذیب کے طور پر جیسے جاندار کی تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا اس میں جان ڈالو (ایسی تکلیف جو جہل ہے یا عبث ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ جانا واجب ہے۔ ۱۲)

[۶۵] استحالة کا معنی یہ ہے شئی کا محال ہونا اور کسی شئی کو تمہارا محال شمار کرنا یہ مصدر لازم و متعدي دونوں ہے۔ ۱۲

اطاعت گزار بندے کی تعذیب کے مسئلہ میں محشی علام کی نادر تحقیق [۶۶] ایسے اطاعت گزار بندے کو عذاب دینا جو اللہ کے علم میں ویسا ہی ہے مارتید کے نزدیک عقلاً جائز نہیں اور اشعری اور ان کے پیروکار عام اشاعرہ نے اختلاف کیا تو ان لوگوں نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے اس لئے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی ملک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں اس لئے کہ ظلم تو غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہے اور سارا عالم اللہ کی ملک ہے اور اس لئے کہ نہ کسی کی طاعت اس کے کمال کو زیادہ کرتی ہے نہ کسی کی معصیت اسے کچھ نقصان دیتی ہے۔ کہ اس وجہ سے وہ کسی کو ثواب دے یا کسی پر عقاب کرے۔ اور ان لئے کہ یہ عذاب دینا حکمت کے منافی نہیں اس لئے کہ قدرت دونوں ضد سے تعلق کی قابل ہے

معتزلہ قابل ہیں ۱۴ اچھر سب نے اس کی لٹی پر اتفاق کیا جس کی بناء معتزلہ نے
 فتح عقلی کو ثابت ماننے پر رکھی یعنی یہ عقیدہ کہ اللہ پر بندوں کے لئے
 صلح کی رعایت اور روزی دینا اور طاعت پر ثواب دینا اور کناہوں پر عذاب
 دینا اور بچوں اور جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی صورت میں اس کا معاوضہ
 دینا (اہل سنت کا اتفاق) اس بناء پر ہے کہ ان کے مقابلات یعنی جن امور کو
 معتزلہ نے واجب مانا ہے ان کے مقابلات کا خلاف حکمت ہونا (اہل سنت
 کے نزدیک) ممنوع ہے بلکہ ان حضرات نے یہ فرمایا کہ دلائل سمعیہ میں جو
 وارد ہوا یعنی روزی دینے، طاعت پر ثواب دینے اور مومن کو اور اس کے بچے
 کو ہر تکلیف میں یہاں تک کہ جو کاشا اس کو لگے اس پر اجر دینے کا وعدہ وہ
 محض اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے اس پر کچھ واجب نہیں موجود ہونا اس کے
 وعدے کی وجہ سے ضروری ہے اور حسن کے بارے میں دلیل سمعی وارد نہیں
 جیسے چوپایوں کی تکلیفوں پر اجر دینا ہم اس کے واقع ہونے کا حکم نہیں کرتے
 اگرچہ عقلاً اس کو جائز جانتے ہیں۔

مسئلہ: یہ بات عقلاً جائز کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو بغیر

جرم کے عذاب دیے اور بعد میں اس پر ثواب نہ دیے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنی مخلوق کو تکلیف دینا اور بغیر کسی جرم سابق کے
 عذاب دینا اور بعد میں اس پر ثواب نہ دینا عقلاً دنیا و آخرت میں جائز ہے ان
 امور کا صادر ہونا اللہ کی طرف سے قبیح نہیں اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے کہ
 وہ اس کو جائز نہیں جانتے مگر اس صورت میں جب کہ کسی عوض کے لئے یا
 جراء کے لئے ہو ورنہ ایسا کرنا (ان کے خیال میں) ظلم ہوگا جو حکمت کے

[۶۲] (ہیں) اور وہ ہے عقل کا کسی فعل میں حسن و قبح کے ادراک میں مستقل ہونا حسن و قبح ذاتی

ہوں یا فعل کی صفت کی بناء پر اگرچہ یہ امر ہمارے نزدیک کسی حکم کا موجب نہیں مطلقاً یا اس
 تفصیل پر جیسا کہ اسکی کچھ تفصیل گزری برخلاف معتزلہ کے۔ ۱۲ امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان سے محل نزاع سے غافل ہونے کی وجہ سے ناشی ہوا، یہاں تک کہ متاخرین اشاعرہ کے بعض محققین یعنی مولیٰ سعد الدین نے "شرح مقاصد" میں ان کا یہ کلام نقل کرنے کے بعد فرمایا: اور مجھے ان محققین کے کلام سے تعجب ہے جو حسن و قبح عقلی کے مسئلہ میں محل نزاع سے واقف ہیں۔

ابن ابی شریف نے فرمایا: ان لوگوں نے کیوں کر یہ خیال نہ کیا کہ ان کا یہ کلام محل اتفاق میں ہے، نہ کہ محل نزاع میں۔

ہر وہ صفت جو بندوں کے حق میں نقص ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے جیسے کذب

اگر یہ کہا جائے کہ محل اختلاف محل اتفاق تو افعال عباد میں ہے نہ کہ صفات باری سبحانہ میں، ہم یہ کہیں گے کہ اشعر یہ اور ان کے غیر میں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو کچھ اللہ ابندوں کے حق میں نقص ہے باری تعالیٰ

اہل جنت کو دوزخ میں جانے کا حکم دے اور دوزخیوں کو جنت میں دخول کا حکم دے تو اس کا حکم محض حکمت ہو گا اس لئے کہ حکمت تو حکم الہی سے شی کے حسن و قبح ہی پر موقوف ہے لہذا حکم کا سابق ہونا ظہور حکمت کے لئے ضروری ہے اور حکم کے وارد ہونے سے پہلے شی کے لئے حسن و قبح نہیں مگر معتزلہ کے نزدیک اھ (مطالب و فیہ کا کلام ختم ہوا)۔

اور میں نے اس پر جو لکھا اسکی عبارت یوں ہے اقول: اس بات سے غفلت میں حرج نہیں کہ اس حسن و قبح کا عقلی ہونا محل اتفاق میں ہے نہ کہ محل نزاع میں، اس لئے کہ اس سے بہت بڑے جلیل القدر علماء غافل ہیں، جیسا کہ اس کا بیان "مساریعہ" اور "شرح مقاصد" میں فرمایا، ہاں تعجب اس بات سے غفلت میں ہے کہ ہمارے ائمہ ماترید یہ حسن و قبح کے عقلی ہونے کے قائل ہیں، اور اس مسئلہ میں ماترید یہ اور اشاعرہ کا نزاع مشہور ہے اور کتابوں میں مذکور ہے اگر چہ اشاعرہ جیسے امام حجتہ الاسلام و امام رازی وغیرہم اختلاف کا ذکر کرتے وقت اس نزاع کی نسبت صرف معتزلہ کی طرف کرتے ہیں ہاں کفر کے معاف ہونے کو عقلاً ممکن کہنا قول ضعیف مجہور برخلاف جمہور ہے۔ ۱۱۲

[۷۱] ہم نے تمہارے سامنے اس امر کی تحقیق گزشتہ بحث میں پیش کر دی اسے یاد رکھو۔ ۱۱۲ امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

المعتقد المتقَدُّ

سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ حضرت علامہ شاہ **فضل ربیع عثمانی** قادری بدایونی قدس سرہ العزیز

المُسْتَدُّ الْمُعْتَدُّ

امام اہل سنت علیہ السلام **امام احمد رضا** قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز

مترجم ومحتشی

قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی
محمد اختر رضا قادری ازہری بریلوی دہلی ظلمہ العالی

مركز الدراسات الاسلامیة مركز تكملة العلوم
بني في كنج
جامعۃ الرضیاء بریلی بھیر پور (الہند)

چاند سورج جمع کر دیے جائیں گے، اگر پیدائش ہوتے تو جمع کیسے ہوتے؟ اور دوزخ کے بارے میں فرماتا ہے وَتُسَوِّفُ
النَّاسُ وَالْجِبَارَةُ اس کا ایدھن لوگ وپتھر ہیں، اگر پتھر پیدائش کئے جاتے تو آگ کا ایدھن کیسے بنتے، اور فرماتا ہے کہ
سونا چاندی جمع کر کے زکوٰۃ نہیں دیتے، انہیں آگ میں تپا کر فَتَكُوْنُ بِهَا جِبَالُهُمْ وَجَنُوبُهُمْ ان سے ٹھیلوں کی
پیشانیاں وکروٹیں داغی جائیں گی، اگر سونا چاندی پیدائش کئے جاتے تو تپایا کئے جاتا، اور داغ کئے دیا جاتا؟ لہذا خیانت
مال بھی پیدا کیا جائے گا، تاکہ اس سے خائن کو عذاب دیا جائے، تمہاری پیش کردہ آیت میں جانوروں کی پیدائش کا تو ذکر ہے
مگر دوسروں کی پیدائش کی نفی نہیں، چونکہ اصل مقصود انسان کی پیدائش تھی، باقی اس کے تابع، اس لیے ان کا ذکر نہ ہوا دوسرے
یہ کہ یہاں خیانت کے عمل کا بوجھ اٹھانا مراد ہے نہ کہ مال کا اٹھانا جیسے آج قرض، خود ایک بوجھ ہوتا ہے، ایسے ہی کل خیانت
ایک بوجھ ہوگی، تیسرے یہ کہ یہ صرف ایک تمثیل ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر عمل ذرہ برابر ہو، پھر وہ پتھر کی چٹان
آسمان میں ہو، تَوَيَاتِ بِهَا اللّٰهُ تب بھی اللہ سے لے آئے گا، یہاں بھی ایک مثال ہی دی گئی ہے، تفسیر کبیر نے یہی جواب
راخ قرار دیا، مگر فقیر کے نزدیک جواب اول قوی ہے، کسی آیت میں بلا ضرورت شرعیہ تاویل نہ کرنا چاہئے۔ دوسرے
اعتراض: تمہارے پیش کردہ فوائد سے معلوم ہوا کہ قیامت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خائن کی شفاعت نہ فرمائیں گے
تو مسئلہ شفاعت ختم ہوا، خیانت کی طرح اور بھی بہت سے جرم ہیں، چاہئے کہ ان کی شفاعت بھی نہ ہو۔ جواب: اس کے
جواب ہیں، ایک یہ کہ یہ فرمان ڈرانے کے لیے ہے، بغیر مثال یوں سمجھو کہ ماں شریر بچے سے کہتی ہے کہ اگر تو نے میرا کپڑا
مانا، تو باپ کی مار سے نہ بچاؤں گی، تاکہ بچہ شرارت سے باز آجائے، مگر جب باپ مارتا ہے تو پھر رحم کھا کر بچا ہی لیتی ہے، ممکن
ہے کہ وہاں بے کسی دیکھ کر رحم فرمائیں، فرماتے ہیں کہ میری شفاعت گناہ کبیرہ والے امتی کو پہنچے گی۔

دیکھی جو نیکی تو انہیں رحم آگیا گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

دوسرے یہ کہ یہ وعید ان لوگوں کے لیے ہے جو خیانت حلال جان کر کریں، اب وہ کافر ہوئے، اور کافر کے لیے
شفاعت نہیں، یہی وعید مانعین زکوٰۃ کے لیے بھی ہے، وہاں بھی منکرین زکوٰۃ مراد ہیں، نہ کہ تارکین زکوٰۃ۔
تیسرا اعتراض: تَوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ سے معلوم ہوا، کہ ہر نفس کو پورا بدلہ دیا جائے گا، تو نہ معافی کوئی چیز رہی نہ شفاعت۔
جواب: اس کے چند جواب ہیں، ایک یہ کہ یہاں قانون کا ذکر ہے، اور اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيعًا میں اس کی
قدرت کا تذکرہ ہے، ہمارا ایمان قانون پر بھی ہے قدرت پر بھی، دوسرے یہ کہ توفی کے معنی یہ ہیں، کہ گناہوں کی سزا
میں زیادتی نہ ہوگی اور نیکیوں کی جزاء میں کمی نہ کی جائے گی، رہا گناہ معاف فرما دینا، نیکیوں کا بدلہ زیادہ دے دینا، یہ کرم
ہے، غرضیکہ یہاں عدل کا ذکر ہے عدل فضل کے خلاف نہیں، تیسرے یہ کہ یہ پورا دینا ظلم کے مقابل ہے، اس لیے فرمایا گیا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ، اگر رب تعالیٰ کسی کی نیکیاں ساری برباد فرما دے، تو ظلم نہیں اور اگر کسی کو بلا جرم سخت سزا دے، تب بھی
ظلم نہیں، ظلم کے معنی ہیں دوسرے کی ملک میں بلا اجازت عمل درآمد کرنا سب اللہ کے بندے ہیں اسی کی ملکیت ہیں، وہ
اپنے بندوں سے جو معاملہ فرما دے عین عدل یا فضل ہے، ظلم کیسا؟ چوتھا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نفس کو
اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو کیا نابالغ بچوں کے اعمال کی بھی سزا و جزاء ہے؟ نفس تو وہ بھی ہیں۔ جواب: یہاں
نفس سے مراد مکلف بندہ ہے جس پر شرعی احکام جاری ہوں، اسی لیے آگے ارشاد ہوا بِمَا كَسَبَتْ اس کے کسب کا بدلہ دیا

میدان میں بیک وقت جمع ہوں گے۔ دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا نیز دنیا میں مجمع بہت دیر میں جمع ہوتا ہے۔ مگر قیامت آگیا ہوگا۔ الناس سے سارے لوگ مراد ہیں۔ مکلف ہوں یا غیر مکلف، مومن ہوں یا کفار، اگر چہ وہاں ساری مخلوق جمع کی جائے گی۔ مگر چونکہ انسان سب سے افضل ہے اس لیے اسی کا ذکر کیا گیا۔ لیوم کالام یا بمعنی فی ہے یا بمعنی الی۔ یا تحصیل ہی ہے۔ مگر یہاں جزا پوشیدہ یعنی لَجَزَاءِ یَوْمِ یوم سے یاد مراد ہے۔ کیونکہ اس وقت آفتاب طلوع ہوگا اور بادلت لَارِیْبَ فِیْہِ یَا تَوِیُّوْم کی صفت ہے یا جَامِعُ النَّاسِ کی تاکید۔ ریب کے معنی ہم شروع سورہ بقرہ میں عرض کر چکے ہیں کہ ضمیر یا یوم کی طرف لوتی ہے یا جمع کی طرف۔ یعنی اے پروردگار ہمیں یقین ہے کہ تو قیامت کے دن تمام لوگوں کو سزا دے گا کے لیے ایک جگہ ایک ہی وقت میں جمع فرمائے گا۔ لہذا ہمیں اس دن کی رحمتیں عطا فرما اور یہ دعا اپنی اظہار بندگی کے لیے ہے اور اس لیے کہ ہمیں اپنے ایمان پر اعتماد نہیں۔ اس لیے نہیں کہ تجھ پر بے اعتباری ہے کیونکہ اِنَّ اللہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ یہ لاریب فیہ کی علت ہے یا جامع الناس کی یا اپنے دعائے مانگنے کی۔ نیز یا تو یہ رب کا مقولہ ہے۔ یا علام ہے۔ یا کلام اور ان کی دعا کا تتمہ۔ یُخْلِفُ، اِخْلَاف سے بنا۔ جس کا مادہ خلف ہے بمعنی خلاف کرنا اور پورا نہ کرنا۔ مِیْعَادٌ، وَعْدٌ کا مصدر بھی ہے دراصل مِیْعَادٌ تھا۔ واو، ی سے بدل گیا خیال رہے کہ وعدہ کے معنی ہیں خیر کا امیدوارنا اور وعید کے معنی ہیں بلا سے ڈرانا۔ یہ میعاد بمعنی وعدہ ہے نہ کہ بمعنی وعید یعنی اللہ اپنے وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔ کیونکہ وعدہ خلافی جھوٹ ہے اور جھوٹ عیب اور جو عیب دار ہو وہ اللہ نہیں۔

خلاصہ تفسیر: علمائے ربانی سارے قرآن پر ایمان لا کر اور متشابہات کو بغیر بحث و مناظرہ کے مان کر ہم سے

عرض کرتے ہیں۔ کہ اے مولا جب تو نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہدایت دے دی اور اپنا راستہ دکھا دیا تو اب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور ہمیں ہدایت کے بعد گمراہ نہ کر کیونکہ کریم فقیر کو دے کر اس سے واپس نہیں لیا کرتے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں اپنی خاص بڑی بڑی رحمتوں سے نواز کہ ہمارے دل میں اپنی معرفت کا نور دے۔ ہمارے اعضا سے اپنے دین کی خدمت لے، ہمیں دنیا میں رزق و امن اور تندرستی دے۔ سکرات موت کو آسان کر، سوالات قبر میں سہولت فرما۔ ہماری قبروں کو روشن کر، قیامت کے دن ہمارے عیبوں کو چھپالے۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ میزان میں نیکیوں کا پلہ بھاری فرما دے صراط پر آسانی فرما خیر کی توفیق دے۔ اے مولیٰ تو بڑا دینے والا ہے اور بڑا رحیم و کریم ہے اگرچہ یہ عطا میں ہمارے لحاظ سے بہت بڑی ہیں۔ مگر تیرے نزدیک کچھ نہیں۔ اے مولیٰ ہمیں یقین ہے کہ تو قیامت کے دن سب کو ایک جگہ ایک وقت میں جمع فرمائے گا۔ اس دن ہماری عیب پوشی فرمانا۔ اس مجمع میں ہماری رسوائی نہ ہو۔ تو نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایمان دیا، ہدایت دی اور تو نے مومنوں کے لیے رحمت کا وعدہ فرمایا اور تو اپنے سارے وعدے پورا فرمانے والا ہے۔ تیری رحمت کے اعلیٰ رہیں گے یا نہ رہیں گے۔ تو ہی قابلیت عطا فرمانے والا ہے اور تو ہی اس پر قائم رکھنے والا ہے۔

نکات: اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ: بندہ کی ہدایت اور گمراہی رب کی طرف سے ہے دونوں کا خالق پروردگار عالم ہے۔ جیسا کہ لَا تُزِغْ اور هَدِیْتَنَا سے معلوم ہوا۔ تفسیر کبیر نے فرمایا کہ انسان کے دل میں کفر کی طرف جھک جانے کی بھی قابلیت ہے اور ایمان کی جانب میلان کی بھی طاقت، میلان کفر کو خدا لان، ازلفۃ، صد، طبع، رین، قسوة، وقر اور کنان کہتے ہیں۔ یہ سارے الفاظ قرآن کریم میں وارد ہوئے اور ایمان کی طرف مائل ہونے کو

عجب قدرت نہیں۔ چوتھا اعتراض: حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے بعد جاہ
 کے بارے پر کھڑے ہوئے۔ جہاں ابو جہل وغیرہ کی نعشیں پڑی تھیں اور فرمایا کیا تم نے رب کا وعدہ سچا پایا۔ دیکھو حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے وعید کو وعدہ فرمایا۔ نیز قرآن پاک میں ہے کہ جنتی جہنمیوں سے کہیں گے۔ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا
 سچا پایا۔ یہاں وعدہ اور وعید دونوں کو وعدہ کہا گیا۔ معلوم ہوا کہ دونوں کا یکساں حال ہے (معتزلہ دیوبندی)
 دیوبندی معتزلہ کے بالکل مقابل ہیں کہ انہوں نے وحید کی مخالفت بھی ناممکن مانی اور انہوں نے وعدہ کی

حالت بھی جائز مانی۔ ان میں افراط تھی۔ ان میں تفریط مذہب اہلسنت درمیان ہے۔ جواب: اس کے دو جواب ہیں۔ ایک
 یہ کہ اس وعید کو وعدہ کہنا استہزاء ہے۔ جیسے قَبَشْرُهُمْ بِعَذَابِ الْيَمِّ یا جیسے ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ دوسرے یہ
 کہ یہ وعید لازم ہونے میں وعدہ کی طرح ہے۔ کیونکہ کفار کا عذاب یقینی ہے۔ ان کی بخشش ناممکن۔ یہ سارا اختلاف گنہگار
 مسلمانوں کی بخشش کے بارے میں ہے۔

تفسیر صوفیانہ: خالق پر نظر ہونا ہدایت ہے اور اس سے ہٹ کر مخلوق پر توجہ کرنا زیغ یعنی کجی نیز رب کی بارگاہ
 میں جانا صراطِ مستقیم ہے اور ادھر سے ہٹ کر دنیا طلبی میں پھنسا زیغ عرض کیا گیا ہے کہ مولیٰ ہم عالم ارواح میں تیری بارگاہ
 میں تھے، تجھ ہی کو جانتے تھے، ماسوا سے بے خبر تھے، تیرا ہی دروازہ دیکھا تھا اور دروازوں کو جانتے بھی نہ تھے۔ جب اس
 عالم میں آئے اور وہ طائر روح اس جسم کے پنجرے میں قید کیا گیا۔ تو پہلے ہی ہمارے کان میں اذان کی آواز پہنچی، اے مولیٰ
 جب تو نے ہمیں عالم ارواح میں اپنا دربار دکھا دیا اور عالم اجسام میں مسلمان بنا کر سیدھے راستہ پر ڈال دیا۔ تو اب اس دنیا
 میں پھنسا کر نفس و شیطان کو ہم پر غالب کر کے یہاں کی لذتوں سے خبر دے کر ہمارے دل اس راستہ سے ٹیڑھے مت کر یہ
 کائنات ہمارے لیے حجاب نہ بنے۔ بلکہ تیرے جمال کے آئینے ہو جائیں کہ ہر چیز میں تجھ کو ہی دیکھیں۔ اے مولیٰ ہم
 تیری ہی ہیں تو نور۔ ہم شبنم ہیں۔ تیرا کرم آفتاب، ہم تیمم ہیں اور تیرے انعام آبِ رحمت ہم مشبِ خاک ہیں اور تیرا فضل
 ہم اے مولیٰ ہمیں اپنی خاص رحمت عطا فرما کہ ہماری صفات کو اپنی صفات سے محو فرما دے ہماری ظلمتوں کو اپنے نور سے
 ملبوس۔ ہمارے غبار کو اپنی رحمت کے جھونکے سے اڑا دے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

أَنْتَ كَالْمَاءِ وَنَحْنُ كَالرَّجِي
 يَخْتَفِي الرِّيحُ وَغَبْرَاهُ جِهَارُ

يَا خَفِيَ الذَّاتِ مَحْسُوسَ الْقَطَاءِ
 أَنْتَ كَالرِّيحِ وَنَحْنُ كَالْغُبَارِ

مشبِ خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔
 آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخواست

تو بڑا دینے والا ہے، تو ہی دیتا ہے اور تو ہی لینے کی قابلیت بھی عطا فرماتا ہے۔ اے مولیٰ ہمیں خبر ہے کہ ایک دل
 آئے گا جب پردہ اٹھے گا، آفتاب حقیقت کا نور ظلمتِ مجاز کو کافور کر دے گا۔ اس دن سب حسب مراتب اپنے اپنے مقام
 پر ہوں گے اور یہ کثرت وحدت پر پہنچے گی۔ تیرا وعدہ سچا ہے۔ اس میں خلاف کا احتمال نہیں۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ دنیا
 میں خلافت کا احتمال نہیں۔ مگر قیامت کا آنا بھی یقینی اور

حصہ سوم

کے پاس ہوگی ارشاد فرمائے گا لیکن تیرے پاس اس کی قیمت ہے؟ عرض کریگا اے رب میرے وہ کیا چیز ہے ارشاد فرمائے گا اپنے بھائی کا حق معاف فرمادے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا (پھر فرمایا) خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ "حق المعبود کو میں معاف نہ کروں گا ورنہ بندے کا بھی وہی مالک بندے کے حقوق کا بھی وہی مالک وہ چاہے تو تمام بندوں کے تمام حقوق معاف کر دے مگر چونکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اس لیے اس طور پر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں سے حقوق العباد معاف کرائے گا۔ عرض :- قواعد رویت ہلال یقینی ہیں یا تخمینی؟

ارشاد :- تخمینی ہیں۔ سب میں پہلے ہیات کا امام جو گنا جاتا ہے بظلموس ہے اس نے مجسطی لکھی اس میں تمام افلاک کے احوال ستاروں کا طلوع وغروب انکا آپس میں نظری فاصلہ یہاں تک کہ ثوابت کا بھی طلوع وغروب لکھا ہے کہ فلاں ستارہ آفتاب سے اتنے بعد پر ہوگا تو نظر آئیگا اور اتنے بعد پر ہوگا تو نہیں اور ہلال کو چھوڑ گیا وہ اس کے قابو کا نہ تھا۔ **مختصر** میں نے اس کا قاعدہ ایجاد کیا ہے آٹھ ورق کاٹل پر اس کے اعمال آتے ہیں اور اس کے بعد کبھی یقینی جواب آتا ہے اور کبھی اس قدر اعمال کثیرہ کے بعد بھی مشکوک۔ سیدھا حساب جو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا ہے وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے نہ ٹوٹے گا "إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحِيبُ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ" ہم امت امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں مہینہ ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا تو اگر تمہیں شبہہ پڑ جائے تو میں کی گنتی پوری کر لو۔

مؤلف :- ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا: بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیت کریمہ میں ہے "أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ" جس کا ترجمہ یہ ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور اس کا صدر ہے "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ" نہ پائیں گے

کافول

الملفوظ

وصايا شریف



حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ

قادیانی کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف

تفسیر

اسم تاریخی

اشرف التفاسیر

۱۳۶۳ هـ

مفسر

حکیم الامت الحاج مفتی احمد رضا خان نعمی بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان

حسب خواہش

مؤلف محترم ابن نور محمد رضوی روکاریا

رضا اکبر دہلی

نور احمد

رضوی کتاب گھر لاہور

یہ سب الفاظ قرآن کریم میں آئے اور ان کے مختلف درجے
 میں گھرنی ہوئی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ دیکھو پہلے عرض کیا رَبَّنَا اور بعد میں کہا اَنْتَ الْوَهَّابُ تیسرا فائدہ: رب
 کی سی حمد کرے جو اپنی دعا کے موافق ہو۔ چونکہ یہاں عرض کیا تھا۔ هَبْ لَنَا تَوْآخِرًا مِّنْ اٰخِرِ الْوَهَّابِ اگر دعا
 مانگا جائے۔ اِنْكَ اَنْتَ الْغَفَّارُ اگر کہا ہے اَسْتَغْنِيْ عَنِ الْوَهَّابِ ہمارے عیوب چھپالے تو آخر میں
 معصومین کا گمراہ ہونا ممکن اور جن کے دل پر کفر کی مہر لگ چکی ہے ان کا ہدایت
 کے لئے دونوں باتیں ممکن، بڑا متقی کافر ہو سکتا ہے اور بڑا کافر پرہیزگار جس کی صدا ہاں میں موجود
 ہے۔ جو جنگل میں تیز ہواؤں میں گھرا ہو حدیث شریف میں ہے کہ ہر دل خدا کے قبضہ
 میں ہے۔ چاہے سیدھا رکھے اور چاہے نیڑھا کر دے۔ حکیم ترمذی نے بروایت عقبہ ابن عبد اللہ نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ ایمان اس قیص کی طرح ہے۔ جسے تو کبھی پہن لے، کبھی اتار دے۔ ابن سعد نے روایت کی کہ حضرت ابو
 بکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے تھے اے اللہ مجھے زنا سے بچا، مجھے چوری سے بچا، مجھے کفر سے بچا۔ کسی نے کہا کہ اے صحابی
 رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم اتنا خوف کرتے ہو۔ تو تین بار فرمایا: اٰمَنْتُ بِحَرْفِ الْقُلُوْبِ میں اس پر ایمان لایا جو
 دل میں گھرنے والا ہے۔ ابویوب انصاری فرماتے ہیں کہ انسان پر بہت سے وقت آتے ہیں۔ بھی اس کے دل میں رائی
 نہ کفر نہیں ہوتا، اور کبھی اس کے دل میں رائی برابر ایمان نہیں رہتا۔ (روح المعانی) اس لیے یہ دعا مانگنے کا حکم دیا گیا۔
 بچوان فائدہ: رب تعالیٰ سے جامع دعائیں مانگو جس کے الفاظ تھوڑے ہوں۔ معانی زیادہ۔ جیسا کہ رحمۃ سے معلوم
 ہوتا ہے۔ وعدہ خلافی کرنا، جھوٹ بولنا الوہیت کے خلاف ہے (روح المعانی و تفسیر روح البیان) اور تفسیر مدارک
 نے فرمایا کہ الوہیت وعدہ خلافی کے منافی ہے۔ جو خدا میں جھوٹ کا امکان مانے وہ گویا اس میں الوہیت نہ رہنے کا امکان
 مانا ہے۔ تفسیر مدارک نے فرمایا کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ نخی وہ جو بخل نہ کرے، ایسے ہی یہاں کہا گیا کہ اللہ وہ جو وعدہ خلافی نہ
 کرے۔ دیوبندیوں کے قلم نے خدا کو بھی نہ چھوڑا، انہوں نے اس میں جھوٹ کا امکان مانا۔ نبی کو بے علم کہا اور خدا کو جھوٹا۔
 اللہ اللہ

نوٹ: خلف وعید یعنی گناہ بخش دینے کو جھوٹ نہیں کہتے۔ بلکہ کرم، بخشش اور احسان کہا جاتا ہے۔ ان شاء اللہ اس کی
 اعتراضات و جواب میں آئے گی۔

ساتواں فائدہ: ایمان اور نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کرنا بہت بہتر ہے۔ دیکھو اس دعا کے ساتھ یہ بھی عرض کیا
 اٰزِنَّا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ یعنی اے مولیٰ ہم بے دین نہیں۔ قیامت کے اور سارے ایمانیات کے معتقد ہیں۔ تیری
 بات کے تیرے فضل کے حق دار ہیں باغی نہیں ہیں۔ اطاعت شعار ہیں۔ آٹھواں فائدہ: دعا میں ایسے الفاظ بہتر جن
 سے دریاور رحمت جوش میں آئے جیسا کہ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا سے معلوم ہوا۔ یعنی تو نے اپنے کرم سے ہمیں ہدایت
 دی اور تو کریم ہے۔ دے کر لینا کریموں کا دستور نہیں۔ نہواں فائدہ: مسلمان کو چاہئے کہ اپنے کو گنہگار جانے اپنی خطا
 پر گمراہ اپنے کو کافر، گمراہ و بے دین نہ تو سمجھے اور نہ کہے۔ ہم گنہگار ہیں۔ ہمارے عمل برے مگر الحمد للہ ہمارا عقیدہ

نہایت صحیح اور دین نہایت اعلیٰ۔ یہ بھی بعد اذْ هَذَيْنَا سے معلوم ہوا۔ جس میں اپنے ہدایت پر ہوسے کا انکار ہے۔
دسواں فائدہ: اپنی ہدایت اور ایمان کو حق تعالیٰ کا عطیہ سمجھے، نہ کہ اپنی کوشش کا نتیجہ جب رحمت الہی و عفو کی طرف سے ملے۔
 بڑے عقلمند بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی هَذَيْنَا سے معلوم ہوا کہ ہدایت کو رب تعالیٰ کی طرف نسبت کیا نہ کہ اپنی طرف سے۔
پہلا اعتراض: ساری نعمتیں اور رحمتیں رب ہی کی طرف سے ملتی ہیں پھر مِنْ لَدُنْكَ کیوں کہا کہ اپنی طرف سے رحمت دے۔
جواب: اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ رب تعالیٰ کی بعض نعمتیں مخلوق کے وسیلہ سے ملتی ہیں جنہیں مخلوق طرف بھی نسبت کر سکتے ہیں کہ ماں نے دودھ دیا، باپ نے کپڑا دیا، حاکم نے فیصلہ دیا، مالک نے تنخواہ دی اور بعض نعمتیں واسطہ ملتی ہیں۔ جیسے خیر کی توفیق، نور ایمانی وغیرہ یہاں وہ رحمتیں مانگی ہیں جو بلا واسطہ ملیں۔ دوسری نعمتیں جہاں سے ملتی ہیں وہاں سے۔
 کہ بڑے دروازہ سے بڑی بھیک ملتی ہے اس لیے مِنْ لَدُنْكَ فرمایا یعنی اپنے پاس سے رحمت دے۔ جو تیسرے کرم اور نعمت کے لائق ہوں تیسرے یہ کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنا محتاج رکھ۔ کسی بندہ کا احسان مند نہ بنا۔ اگر کسی بندہ کا واسطہ ہو تو اس کا احسان نہ ہو۔ **دوسرا اعتراض:** تم لوگ مانتے ہو کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن گنہگاروں کے گناہ معاف کرے گا، بدکاروں کو بخشے گا اور قرآن میں خبر تھی کہ بدکاروں کو سزائے جہنم ہے۔ لہذا بدکاروں کو سزا نہ دینا بھی تو جھوٹ ہوا۔ جب خدا وعید کے خلاف کر سکتا ہے تو وعدہ کے بھی خلاف کر سکتا ہے۔ جب وہ اس پر قادر ہے کہ بے نمازی کو جنت دے تو اس پر بھی قادر ہے کہ متقی کو جہنم میں بھیج دے۔

نوٹ: یہ اعتراض اس زمانہ کے دیوبندی کرتے ہیں۔ مگر دراصل انہوں نے معتزلہ سے سیکھا ہے۔ معتزلہ نزدیک خلف وعید بھی ناممکن ہے، ان کے نزدیک بھی آریوں کی طرح گناہوں کی معافی نہیں ہو سکتی۔ (کبیر)

جواب: اس کے بہت جواب ہم پہلے سپارہ میں مسئلہ امکان کذب کے ساتھ دے چکے۔ یہاں چند جواب عرض کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ ساری وعیدیں مشروط ہیں۔ مگر وعدے مشروط نہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: يَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ کفر کے سوا رب جو گناہ چاہے گا معاف کر دے گا یعنی اگر گناہوں کی معافی نہ ہو تو سزائے کی اور نہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ خلاف وعدہ کرنا جھوٹ ہے اور عیب اور خلف وعید کرم اور وصف ہے لہذا یہ جائز ہے وہ ناجائز، شاعر کہتا ہے

اذا وعدت سرّاً انجز وعده
 وان اوعد الضراء فالعفو مانعه
 دیکھو یہاں معافی کو صفت میں شمار کیا۔ دوسرا شاعر کہتا ہے۔

فانسی واعدته او عدته
 بکذب ايعادي ومنجر موعدی

تیسرے یہ کہ وعید خدا کا حق ہے اور وعدہ خدا پر بندہ کا حق ہے۔ اپنا حق نہ لینا کرم اور دوسرے کا حق نہ دینا ظلم خدا ظلم ہے اور کریم ہے۔ چوتھے یہ کہ وعیدیں خبر نہیں بلکہ انشاء ہیں اور انشاء میں جھوٹ سچ کا احتمال نہیں ہوتا۔ (کبیر و معافی)

سرا اعتراض: یہ عجیب بات ہے کہ وعدہ کی وجہ سے رب کے ہاتھ بندھ جائیں کہ وہ نیک کار کو عذاب دینے پر قادر نہ ہے۔ امتناع کذب میں تو رب تعالیٰ کو مجبور ماننا ہے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وعدہ کر لینے کی وجہ سے رب کی قدرت ہی سلب ہوئی وہ یہ نہیں کر سکتا کہ اس کو عذاب دے۔ **جواب:** آپ نے برعکس کہا۔ یوں کہو کہ جس کو رب تعالیٰ عذاب دینا چاہے ان کو جنت دینے کی خبر نہیں دے سکتا ہے۔ یعنی وہ اس پر قادر نہیں کہ دینا تو ہو عذاب مگر کہہ دے کہ ہم تم کو جنت دیں گے کہ نہیں

رہا وہ فعل جس کا واقع ہونا محال ہو اس اعتبار سے کہ علم ازلی اس کے عدم وقوع کے بارے میں سابق ہو تو اس امر کی تکلیف کے وقوع میں اختلاف نہیں اس لئے کہ علم کا مکلف سے قدرت کو سلب کرنے میں کوئی اثر نہیں اور بندے کو مخالفت پر مجبور کرنے کے لئے بھی علم کا کوئی اثر نہیں۔

کیا محسن کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے؟

اور تم یہ جانو کہ حنفیہ نے جس طرح اللہ کے حق میں تکلیف مالا یطاق یعنی بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کا مکلف کرنا محال جانا [۶۵] تو وہ ایسے نیکو کار کو عذاب دینا جس نے اپنی عمر طاعت میں گزاری اور اپنے مولیٰ کی خوشی میں نفس کی مخالفت کی اور زیادہ ممنوع جانتے ہیں [۶۶]۔

(یعنی تکلیف ممتنع عقلی کو جائز نہ بتایا) اور ہمارے اصحاب کا قول ہی صحیح ہے اس لئے کہ مکلف سے فعل کے صادر ہونے کا امکان صحت تکلیف کے لئے کافی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لئے خرق عادت فرما سکتا ہے جب بندہ اس فعل کا قصد کرے رہا وہ جو اصلاً ممکن نہیں تو طلب حقیقی کے معنی پر اس سے مکلف کرنا نہ عجز کے اظہار کے طور پر جیسے "فأنتوا بسورة من مثله" ترجمہ: تو اس جیسی ایک سورت تولے آؤ۔ (کنز الایمان) نہ تعذیب کے طور پر جیسے جاندار کی تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا اس میں جان ڈالو (ایسی تکلیف یا تو جہل ہے یا عبث ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ جاننا واجب ہے۔ ۱۲)

[۶۵] استحالة کا معنی یہ ہے شئی کا محال ہونا اور کسی شئی کو تمہارا محال شمار کرنا یہ مصدر لازم و متعدی دونوں ہے۔ ۱۲

اطاعت گزار بندے کی تعذیب کے مسئلہ میں محشی علام کی نادر تحقیق

[۶۶] ایسے اطاعت گزار بندے کو عذاب دینا جو اللہ کے علم میں ویسا ہی ہے مگر یہ کہ

نزدیک عقلاً جائز نہیں اور اشعری اور ان کے پیروکار عام اشاعرہ نے اختلاف کیا تو ان لوگوں

نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے اس لئے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ

ملک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں اس لئے کہ ظلم تو غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہے اور سلطان

اللہ کی ملک ہے اور اس لئے کہ نہ کسی کی طاعت اس کے کمال کو زیادہ کرتی ہے نہ کسی کی معصیت

اسے کچھ نقصان دیتی ہے۔ کہ اس وجہ سے وہ کسی کو ثواب دے یا کسی پر عتاب کرے۔

لئے کہ یہ عذاب دینا حکمت کے مٹانی نہیں اس لئے کہ قدرت دونوں ضد سے عقل کی قائل ہے

معتزل قائل ہیں ۱۲۱؎ پھر سب نے اس کی نفی پر اتفاق کیا جس کی بناءً معتزل نے حسن و قبح عقلی کو ثابت ماننے پر رکھی یعنی یہ عقیدہ کہ اللہ پر بندوں کے لئے صلح کی رعایت اور روزی دینا اور طاعت پر ثواب دینا اور گناہوں پر عذاب دینا اور بچوں اور جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی صورت میں اس کا معاوضہ دینا (اہل سنت کا اتفاق) اس بناء پر ہے کہ ان کے مقابلات یعنی جن امور کو معتزل نے واجب مانا ہے ان کے مقابلات کا خلاف حکمت ہونا (اہل سنت کے نزدیک) ممنوع ہے بلکہ ان حضرات نے یہ فرمایا، کہ دلائل سمعیہ میں جو وارد ہوا یعنی روزی دینے، طاعت پر ثواب دینے اور مومن کو اور اس کے بچے کو ہر تکلیف میں یہاں تک کہ جو کاشا اس کو لگے اس پر اجر دینے کا وعدہ وہ محض اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے اس پر کچھ واجب نہیں موجود ہونا اس کے وعدے کی وجہ سے ضروری ہے اور حسن کے بارے میں دلیل سمعی وارد نہیں جیسے چوپایوں کی تکلیفوں پر اجر دینا ہم اس کے واقع ہونے کا حکم نہیں کرتے اگرچہ عقلاً اس کو جائز جانتے ہیں۔

مسئلہ: یہ بات عقلاً جائز کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو بغیر

جرم کے عذاب دیے اور بعد میں اس پر ثواب نہ دیے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنی مخلوق کو تکلیف دینا اور بغیر کسی جرم سابق کے عذاب دینا اور بعد میں اس پر ثواب نہ دینا عقلاً دنیا و آخرت میں جائز ہے ان امور کا صادر ہونا اللہ کی طرف سے فقیح نہیں اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے کہ وہ اس کو جائز نہیں جانتے مگر اس صورت میں جب کہ کسی عوض کے لئے یا جزاء کے لئے ہو ورنہ ایسا کرنا (ان کے خیال میں) ظلم ہوگا جو حکمت کے

[۶۲] (ہیں) اور وہ ہے عقل کا کسی فعل میں حسن و قبح کے ادراک میں مستقل ہونا حسن و قبح ذاتی ہوں یا فعل کسی صفت کی بناء پر اگرچہ یہ امر ہمارے نزدیک کسی حکم کا موجب نہیں مطلقاً یا اس تفصیل پر جیسا کہ اسکی کچھ تفصیل گزری برخلاف معتزلہ کے۔ ۱۲ امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وارد ہوئی، اشعری کی دلیل یہ ہے کہ یہ اللہ کا اپنی ملک میں تصرف ہے لہذا یہ ظلم نہ ہوگا اس لئے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف کو کہتے ہیں، اور ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں اس لئے کہ حکمت نیک و بد کے درمیان فرق کی مقتضی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان برابری کو مستبعد قرار دیا اپنے اس فرمان سے۔ ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار (سورۃ صحت ۲۸) کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پر بیزار گاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں۔ (کنز الایمان) ام حسب الذین اجتروا السیات ان نجعلہم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء محیاءم ومماتہم ساء ما یحکمون (سورۃ الجاثیہ ۲۱) کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں۔ (کنز الایمان)۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون (سورۃ القلم ۳۵، ۳۶) کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں تمہیں کیا ہوا کیا حکم لگاتے ہو۔ (کنز الایمان) اور مومن کو ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کافر کو ہمیشہ جنت میں رکھنا ظلم ہوگا اس لئے کہ یہ شی کو غیر محل میں رکھا ہے، لہذا یہ ظلم ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے، اور اپنی ملک میں تصرف بھی جائز ہے جب کہ حکمت کے طور پر ہو، رہا خلاف حکمت طریقے پر تصرف، تو یہ بیوقوفی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے، ان کی عبارت یہاں تک ہے۔

اور بیشک تم نے جان لیا کہ یہ معتزلہ کا مذہب ہے، عقل سے حسن و قبح کے ثبوت میں، تو حکمت ان کے طور پر اسکی تابع ہوگی، رہا اہل حق کا مذہب کہ حسن و قبح عقل سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ثابت ہوتا ہے تو حسن و قبح حکم الہی کے تابع ہیں اور حکمت حکم کی تابع ہے، تو کوئی شی نہ حسن ٹھہریگی نہ قبح، مگر اس صورت میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہو، تو کسی بات کا حکم فرمائے اور کسی سے روکے، اور یہ مقتضائے حکمت پر جاری ہوگا، مگر اسکے بارے میں ذکر کیا ہے، کہ کافر کو معاف فرمانا ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کے نزدیک عقلاً جائز نہیں اس میں اشعری کا اختلاف ہے اور اہل ایمان کو دوزخ میں اور کافروں کو جنت میں ہمیشہ رکھنا ان کے نزدیک یعنی اشعری کے نزدیک عقلاً جائز ہے مگر دلیل سمعی اسکے خلاف پر میں اللہ کے حکم کے بعد، تو ان کا یہ قول ان کی غلطی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ جیسا بھی حکم فرمائے اس کا وہی حکم حکمت ہوگا اب اگر

المُعْتَقِدُ الْمُتَّقِدُ

سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ حَضْرَتُ عَلَامَةِ شَاهِ فَضْلِ رَسُولِ عُثْمَانِي قَادِرِي بِدَاوِينِي قَدْسِ الْعَزِيزِ

المُسْتَنْدُ الْمُعْتَمَدُ

إِمَامُ أَهْلِ سُنَّتِ الْعِلْمِ إِمَامُ أَحْمَدَ ضَاقَادِرِي بِرْكَانِي بِرِيلَوِي قَدْسِ سِرَةِ الْعَزِيزِ

مُتَرْجِمٌ وَمُحَقِّقٌ

قَاضِي الْقَضَاةِ تَلَجُ الشَّرِيعَةِ حَضْرَتُ عَلَامَةِ مِفْتَاحِ
مُحَمَّدِ اخْتَرِ ضَاقَادِرِي الزُّهْرِي بِرِيلَوِي وَاسْمُ ظِلْمِهِ الْعَالِي

مَرْكَزُ الدِّرَاسَاتِ الْإِسْلَامِيَّةِ
بِئَرْبِئِ كُتُوبِ
جَامِعَةُ الرِّضَا
بِئَرْبِئِ شَرِيفِ بُرْجِي الْمَدِينَةِ

معرفت نہیں ہوتی، لہذا ان افعال کی نسبت ارادہ کی طرف بلکہ حکمت کی طرف بھی اسی طرح ہے جیسے ان افعال کی نسبت قدرت کی طرف ہے اس لئے کہ فعل فی نفسہ حکمت کی موافقت اور مخالفت سے عاری ہے یہاں تک کہ وہ تعلق ارادہ کا مستند ہو یا اس کا مانع ہو تو ارادہ کا تعلق دونوں وجہوں میں سے جس سے بھی ہو صحیح ہے۔

قدرت ہو ممکن ممتنع الوقوع کو شامل ہے اور

اور ہمارے ائمہ ماترید یہ درمیانی راہ چلے اور انہوں نے فرمایا کہ حکم اللہ ہی کا ہے اور افعال کے لئے ان کی حد ذات میں صفت حسن و قبح ہے جس کے ادراک میں عقل پہلے ہی مستقل ہے اور یہ کہ افعال میں سے کچھ وہ ہیں جو حکمت کے موافق ہیں جیسے کافر کو عذاب دینا اور فرمانبردار کو ثواب دینا اور کچھ خلاف حکمت ہیں جیسا کہ اس کا عکس اور شئی کبھی اپنی حد ذات میں ممکن ہوتی ہے غیر کے پیش نظر محال ہوتی ہے اور کسی شئی کا تعلق قدرت کے لئے صالح ہو اس کے امکان ذاتی سے ناشی ہوتا ہے اور امتناع وقوعی اسکے منافی نہیں تو ہر وہ چیز جو اپنی حد ذات میں ممکن ہے وہ اللہ کی مقدور ہے اور یہاں سے ہم کہتے ہیں کہ معلوم اور مجربہ کا خلاف قدرت الہی میں داخل ہے، اس کا وقوع جہل و کذب کے لازم ہونے کی وجہ سے محال ہے، کہ یہ دونوں (یعنی جہل و کذب) محال بالذات ہیں اور کسی شئی کا تعلق ارادہ کے لئے صالح ہونا امکان وقوعی پر موقوف ہے تو بیشک جس کا وقوع ممکن نہیں اس کا مراد باری تعالیٰ ہونا صحیح نہیں اور یہ اس وجہ سے کہ کسی ممکن سے تعلق قدرت کے لوازم سے مقدور کا وجود نہیں لہذا یہ صحیح ہے کہ قدرت ایسے ممکن ذاتی سے متعلق ہو جسکے واقع ہونے کا امکان نہ ہو بخلاف ارادہ کے اس لئے کہ وجود تعلق ارادہ سے متخلف نہیں ہوتا اور تعلق ارادہ کے بعد اصلاً کچھ نہیں جس کا انتظار ہو، لہذا یہ محال ہے کہ ارادہ سے متعلق ہو جو واقع نہ ہو۔

جب تم نے یہ جان لیا تو جو ممکنات حکمت کے موافق ہوں اور جو موافق نہ ہوں وہ تمام ممکنات اللہ تعالیٰ کے مقدور ہیں لہذا نہ جبر ہے اور نہ اس پر کسی شئی کا ایجاب، لیکن افعال میں سے ارادہ کا تعلق اسی سے ہوتا ہے جو موافق حکمت ہو ورنہ سفاہت لازم آئے گی جو اسکے حق میں محال ہے، جو موافق حکمت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حیز و جوب میں ہے اس وجہ سے کہ یہ فعل باری تعالیٰ کے ارادہ اور اختیار سے صادر ہوتا ہے نہ اس طور پر جیسا کہ فلاسفہ مانتے ہیں کہ ان افعال کا صدور بالایجاب ہے اور ان کے خلاف سے قدرت کا تعلق مسلوب ہے، اور نہ ایسا جیسا کہ معتزلہ اور رافضی کہتے ہیں کہ اس پر فعل واجب ہے، اللہ تعالیٰ تمام ظالموں کی باتوں سے بہت بلند ہے، اور اسی طرح افعال میں جو خلاف حکمت ہے وہ جائے امتناع میں ہے یعنی

ان سے محل نزاع سے غافل ہونے کی وجہ سے ناشی ہوا، یہاں تک کہ متاخرین اشاعرہ کے بعض محققین یعنی مولیٰ سعد الدین نے ”شرح مقاصد“ میں ان کا یہ کلام نقل کرنے کے بعد فرمایا: اور مجھے ان محققین کے کلام سے تعجب ہے جو حسن و قبح عقلی کے مسئلہ میں محل نزاع سے واقف ہیں۔

ابن ابی شریف نے فرمایا: ان لوگوں نے کیوں کر یہ خیال نہ کیا کہ ان کا یہ کلام محل اتفاق میں ہے، نہ کہ محل نزاع میں۔

ہر وہ صفت جو بندوں کے حق میں نقص ہے وہ

اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے جیسے کذب

اگر یہ کہا جائے کہ محل اختلاف محل اتفاق تو افعال عباد میں ہے نہ کہ صفات باری سبحنہ میں، ہم یہ کہیں گے کہ اشعر یہ اور ان کے غیر میں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو کچھ [۷۱] ابندوں کے حق میں نقص ہے باری تعالیٰ

اہل جنت کو دوزخ میں جانے کا حکم دے اور دوزخیوں کو جنت میں دخول کا حکم دے تو اس کا حکم محض حکمت ہوگا اس لئے کہ حکمت تو حکم الہی سے شئی کے حسن و قبح ہی پر موقوف ہے لہذا حکم کا سابق ہونا ظہور حکمت کے لئے ضروری ہے اور حکم کے وارد ہونے سے پہلے شئی کے لئے حسن و قبح نہیں مگر معتزلہ کے نزدیک اھ (مطالب و فیہ کا کلام ختم ہوا)۔

اور میں نے اس پر جو لکھا اسکی عبارت یوں ہے اقول: اس بات سے غفلت میں حرج نہیں کہ اس حسن و قبح کا عقلی ہونا محل اتفاق میں ہے نہ کہ محل نزاع میں، اس لئے کہ اس سے بہت بڑے جلیل القدر علماء غافل ہیں، جیسا کہ اس کا بیان ”مسایرہ“ اور ”شرح مقاصد“ میں فرمایا، ہاں تعجب اس بات سے غفلت میں ہے کہ ہمارے ائمہ ماترید یہ حسن و قبح کے عقلی ہونے کے قائل ہیں، اور اس مسئلہ میں ماترید یہ اور اشاعرہ کا نزاع مشہور ہے اور کتابوں میں مذکور ہے اگرچہ اشاعرہ جیسے امام حجتہ الاسلام و امام رازی وغیرہم اختلاف کا ذکر کرتے وقت اس نزاع کی نسبت صرف معتزلہ کی طرف کرتے ہیں ہاں کفر کے معاف ہونے کو عقلاً ممکن کہنا قول ضعیف مجہور برخلاف جمہور ہے۔ ۱۱۳

[۷۱] ہم نے تمہارے سامنے اس امر کی تحقیق گزشتہ بحث میں پیش کر دی اسے یاد رکھو۔ ۱۲ امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے

پلہ ہلکا کسی بھاری ہے بھروسہ تیرا

یہاں تفسیر خازن نے بخشش، شفاعت کی اور بہت سی احادیث نقل فرمائیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا کرم عنایت کا

اس آیت کا ظہور ان شاء اللہ قیامت میں آنکھوں دیکھا جائے گا۔

فائدہ: اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ پہلا فائدہ: کسی شخص کی معمولی نیکی بھی رب تعالیٰ ضائع

نہیں فرماتا کہ اسے رب نے ظلم قرار دیا ہے اور ظلم سے اللہ تعالیٰ پاک ہے، جیسا کہ لا یظلم کی تفسیر سے معلوم ہوا۔

دوسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بغیر جرم دوزخ میں نہیں بھیجے گا لہذا کفار کے نامکھوت شدہ ہیں اور جہنم کی حر

جنوں میں گزری دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے کیونکہ اسے رب نے ظلم قرار دیا اور وہ کریم ظلم سے پاک ہے۔

تیسرا فائدہ: کسی مجرم کو جرم سے زیادہ سزا دی جائے گی کہ اسے بھی ظلم قرار دیا گیا ہے۔ چوتھا فائدہ: کسی کی

نیکیاں بلاوجہ ضبط نہ فرمائی جائیں گی کہ اسے بھی رب نے ظلم قرار دیا اور وعدہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کا ظلم نہ کرے گا۔

پانچواں فائدہ: انسان، جانور، فرشتے، جنات غرض کسی بندے پر ظلم نہ ہوگا جیسا کہ لا یظلم کے اطلاق اور اور مظلوم

کے پوشیدہ رکھنے سے معلوم ہوا۔ چھٹا فائدہ: مومن دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہ سکتا ضرور جنت میں جائے گا کیونکہ ظلم

مرنا بھی نیکی ہے اور کوئی نیکی رب ضائع نہ فرمائے گا جیسا کہ یضاً عفا سے معلوم ہوا۔ (کبیر) ساتواں فائدہ: اگر

تعالیٰ کسی نیک کار کو بقدر نیکی ہی ثواب نہ دے گا بلکہ بہت زیادہ عطا فرمائے گا جیسا کہ یضاً عفا کے وعدے سے معلوم

ہوا۔ آٹھواں فائدہ: رب تعالیٰ نیک کاروں کو صرف ان کے اعمال کی جزا ہی نہ دے گا بلکہ اپنے فضل سے اور بہت

دے گا جو کسی عمل کی جزا نہ ہوگی۔ جیسا کہ ویؤت من لدنہ الخ سے معلوم ہوا۔ نواں فائدہ: وہ عطیہ خاص ثوابوں

بڑھ چڑھ کر ہوگا کیونکہ یہاں اسے عظیم فرمایا گیا چنانچہ مسلم شریف میں وارد ہے کہ جنتیوں سے فرمایا جائے گا کہ ہم تم کو

تمام نعمتوں سے بڑھ چڑھ کر نعمت دیں گے عرض کریں گے مولیٰ ان نعمتوں سے بڑھ کر کوئی نعمت ہوگی فرمائے گا کہ تم

راضی رہو گا کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (تفسیر خازن) دسواں فائدہ: گناہوں کی طرح نیکیاں بھی صغیرہ و کبیرہ ہوتی

جیسا کہ وان تک حسنة سے معلوم ہوا۔

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ظلم کر سکتا تو ہے مگر کرے گا نہیں کیونکہ اس نے ظلم کر

اپنی تعریف فرمائی اور تعریف جب ہی ہو سکتی ہے کہ برائی کر سکے مگر کرے نہیں دیکھو ہم نامرد کی تعریف نہیں کرتے

زمانہ نہیں کرتا یاد یوار کی تعریف نہیں کرتے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتی لہذا رب تعالیٰ ظلم پر قادر ہے۔ (معتزلہ) جواب: اس

کے دو جواب ہیں ایک الزامی، دوسرا تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی صفت یہ بھی ہے کہ لا تاخذ

ولا نوم اسے اونگھ و نیند نہیں آتی یا اسے موت نہیں آتی تو چاہیے کہ وہ سونے مرنے پر بھی قادر ہو۔ جواب تحقیقی یہ

عیب کا اس تک نہ پہنچ سکتا اس کے اعلیٰ درجہ کا کمال ہے۔ (تفسیر کبیر)

نوٹ ضروری: یہ اعتراض و جواب تفسیر کبیر نے ذکر کیا اس سے موجودہ اسما عیسیٰ دیوبندی فرقہ کو سبق لینا

ان کے امام اسماعیل دہلوی نے رب تعالیٰ کے لئے جھوٹ ممکن مانا اور اس کی یہی دلیل دی جو معتزلہ نے امکان ظلم

مراد ہے غیر کی ملک میں بغیر اس کی اجازت تصرف کرنا چونکہ سب کا خدا تعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے کوئی دوسرا مالک ہے ہی نہیں لہذا اس کی کوئی سزا اس معنی سے ظلم نہیں ہو سکتی اور یہاں آیت میں ظلم سے مراد ہے کسی کو بلا تصور سزا دے دینا یا نیک کار کو بلا وجہ ثواب سے محروم کر دینا لہذا آیت وحدیث دونوں درست ہیں۔

تفسیر صوفیانہ : جیسے دنیاوی کھانوں میں مختلف لذتیں ہیں اور یہاں کی چیزوں میں مختلف خوشبوئیں ایسے ہی اعمال صالحہ عشق و معرفت میں عجیب لذتیں ہیں خاص لوگ تو ان لذتوں کو دنیا ہی میں محسوس کر لیتے ہیں عام مسلمان آخرت میں محسوس کریں گے۔ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ آٹھوں دروازہ جنت میرے لئے کھول دیے جائیں اور وہاں کی تمام نعمتیں مجھے دے دی جائیں تو میں ان میں وہ حرہ نہ ہوگا جو بوقت سحر رونے آنسو بہانے عشق الہی میں سردا ہوں بھرنے میں ہے۔ مالک ابن دینار فرماتے ہیں کہ لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں اور سب سے زیادہ مزے دار چیز کو نہیں چکھتے لوگوں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے فرمایا معرفت الہی یہاں ارشاد ہو رہا ہے کہ ہم نیک کاروں کو ان کے اعمال کی جزا بھی دیں گے اور اپنی طرف سے خاص عطا بھی یعنی ان کے اعمال کی لذت بھی یہ لذت تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہوگی۔ مولانا فرماتے ہیں

اے خنک آنرا کہ ذات خود شناخت اندر امن سرمدی قصرے بساخت!

دفع کن از مغز از بنی زکام تاکہ ریحہ اللہ در آید از مشام!

ہیج مگذار از تب و صفا اثر تابانی در جہاں طعم شکر!

مبارک ہے وہ بندہ جو اپنے کو پہچان لے اور دنیا میں رہ کر دائمی سرائے میں محل بنالے۔ اپنی مغز و ناک سے زکام دور کر دے تاکہ اللہ کی خوشبو پا لو بخار صفا دور کر دے تاکہ اس شکر کی لذت پاؤں پس چو آہن گر چہ تیرہ ہیکلی صیقلی کن صیقلی کن صیقلی کن! تاریک دل پر اللہ کے ذکر سے پالش کرو پالش کرو تاکہ دل صاف ہو اور اس میں یار کے جلوے نظر آئیں

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٣١﴾ يَوْمَئِذٍ

کیا کریں گے یہ لوگ جب لائیں گے ہم ہر جماعت سے ایک گواہ اور لائیں گے ہم آپ کو ان پر گواہ اس روز آرزو کریں

تو کیسی کریں گے یہ لوگ جب ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں اس دن تمنا کریں

الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصُوا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی رسول کی کاش برابر کر دی جاتی ان کے ساتھ زمین اور نہ چھپائیں گے اللہ سے

وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں دب کر زمین برابر کر دی جائے اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپائیں

تفہیم : اس آیت کا پچھلی آیات سے کئی طرح تعلق ہے۔ پہلا تعلق : پچھلی آیت میں ارشاد ہوا تھا

آخرت میں کسی پر ظلم نہ کرے گا نیک کاروں کو بدلہ اچھا اور اپنا اعلیٰ فضل دے گا۔ اب ارشاد ہو رہا ہے کہ یہ سب انبیاء کی گواہی سے ہوگا تاکہ کسی کا شکایت کا موقع نہ ملے غرض کہ پچھلی آیت میں ظلم کی نفی تھی اب اسی کے

کتاب میں مفسرین نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اسے قرآن یا جنت یا اسے اسلام غور کر کے یہ نہیں کہا کہ جو
مفسرین نے اسے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے ان کی طرف منسوب ہے کہ میں کہوں پھوسے اور کہتے
ہیں کہ میں اللہ کی بارگاہ میں مردود اور کہتے ہیں ہم محبوب ہیں اور وہی اللہ کہتے ہیں ہم جنتی بلکہ کہتے ہیں کہ اللہ سے
میں جنتی ہے ہی نہیں، میں گناہوں میں تھنزے ہوئے اور کہتے ہیں اپنے کو صاف و پاک یہ سب اللہ پر بہتان ہے۔
یہ اتنا مبہیناً یہ اتنا انتہائی تعظیم کے لئے بھی آتا ہے جیسے و کفنی باللہ نصیباً اور انتہائی نہائی کے لئے بھی
کافعل ہے بڑا کلمہ ہے کہ مرتجع یہ مذکورہ شیئی دہشت ہے اشعا مبہیناً یہ کی تفسیر ہے یعنی اگر میں شیئی
میں سے اس اور کوئی جرم نہ بھی ہوتا تب بھی یہ شیئی اور جھوٹ ہی ان کے پاک کرنے کے لئے کافی گناہ تھا چہ جائیکہ کہ
اسے قرآن یا نبی حرام خوری، کتاب اللہ کو بگاڑنا، دہشت ستانی وغیرہ لاکھوں جرموں میں گرفتار ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے: اسے محبوب اصلی اللہ علیہ وسلم یا اسے قرآن یا جنت یا اسے اسلام غور کر کے یہ نہیں کہا کہ جو
ان کے حال میں غور نہ کیا جو لوگوں سے اپنی صفائی بے گناہی یا کدوائی مقبولیت وغیرہ بیان کرتے پھرتے ہیں ان کو بھی
یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ پاک و صاف نہیں کر سکتے بلکہ بندوں کو پاک کرنا اللہ کا کام ہے جسے چاہے پاک کرے یا جسے چاہے
پاک نہ کرے۔ اس کے متعلق خود بخود لوگوں کی زبان سے نکلے کہ وہ پاک و صاف ہے یہ لوگ اپنے اس شیئی
جنت کے جرم پر سخت مزاد دے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی ان پر قہر و عذاب ہوگا کہ عذاب سے زیادہ سزا دے دی
جنت کے محبوب آپ غور تو فرماؤ کہ یہ لوگ کس ذہناتی اور بے باکی سے بدھڑک اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں کہ
میں اللہ کا فرد و ذی ہمارے بارگاہ سے دھڑکارے ہوئے اور کہتے ہیں اپنے کو اللہ کا بیٹا اللہ کا پیارا جنت کا ٹھیکیدار اگرچہ ہر
جنتی اللہ کا ہے لیکن خدا پر جھوٹ باندھنا اتنا برا ہے کہ انسان کے جہنمی کرنے کے لئے یہی کافی ہے ان کا حال تو یہ ہے کہ
ان کا بال بال جرموں میں گندھا ہوا ہے۔ انہیں تو چاہیے تھا کہ آپ پر ایمان لا کر اپنے گناہوں کی معافی کراتے چہ جائیکہ
جنت کے سزا دینے والے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم۔

آیت سے چمقا کر دے حاصل ہوئے۔ پشلا فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے محبوب
ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی شکایت اپنے حبیب سے کرتا اپنے حبیب سے کرتا ہے غیروں کی شکایت انہوں سے کی
جائے یہ اللہ تر اور انظر کی پہلی تفسیر سے حاصل ہوا جب کہ اس کے مخاطب حضور ہیں۔ دوسرا فائدہ: کفار
میں اللہ کے جرموں میں غور کرنا تاکہ ان سے بچا جائے عبادت ہے اور اصلاح نفس کا بہترین ذریعہ یہ فائدہ آسم
نظر کی دوسری تفسیر سے حاصل ہوا جب کہ اس میں خطاب مسلمانوں سے ہوا اچھوں کی اچھائی اور بدوں کی برائی میں
ان میں فرق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اچھوں کے تذکرے بھی کیے ہیں۔ اور بدوں کے بھی چند
جہنمی کی فہرست عبادت ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کرنا شکر کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالیہ میں غور کر
نا اچھوں کے لئے۔ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا اَمَّا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ اپنے گناہوں میں غور کرنا توبہ کے لئے بزرگوں کی صفات
میں غور کرنا کی جہد کی کرنے کے لئے کفار و بدکاروں کے عیوب میں غور کرنا ان سے بچنے کے لئے بھی۔ تیسرا فائدہ
ہم کے ساتھ شاندار کتاب لکھا گیا منع ہے کہ یہ بھی اپنی ستھرائی بیان کرنے میں داخل ہے علی حضرت مولانا احمد رضا

صاحب بریلوی نے بھی اپنے نام کے ساتھ خاں نہ لکھا ہمیشہ اپنے کو احمد رضا لکھایا ہے اس آیت کریمہ پر عمل رب فرماتا ہے لا تزکوا انفسکم۔ چوتھا فائدہ: جب اپنی جی تعریف کرنا ہی معنی ہے کہ شئی میں داخل ہے تو جھوٹی تعریف کرنا بدترین گناہ ہوگا کہ وہ شئی بھی ہے اور جھوٹ بھی۔ پانچواں فائدہ: کوئی شخص محض اپنی کوشش سے بغیر رب کے کرم پاک اور ستھرا نہیں ہو سکتا پاک اس کے کرم سے نصیب ہوتی ہے یہ فائدہ یزکی من یشاء سے حاصل ہوا۔ چھٹا فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر اتم ہیں خدا کی صفات کا ظہور آپ کی ذات میں ہوتا ہے۔ دیکھو یہاں رب نے فرمایا کہ اللہ جسے چاہے پاک کرے دوسری جگہ اپنے محبوب کے بارے میں فرماتا ہے وَيُزَكِّيهِمْ ہمارے حبیب ان کو پاک و ستھرا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ پاک دینا اللہ ہے مگر ملتی حضور کے ہاتھوں اور حضور کے دروازے سے۔
تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

خدا کا پانی کنوئیں سے خدا کی شفاء ہسپتال سے خدا کا رزق کھیت یا بازار سے ملتے ہیں تو خدا کی بخشش خدا کی معرفت دلوں کی صفائی و طہارت حضور کے دروازے سے ملتی ہے حضور کا دروازہ اللہ کی ہر رحمت کا خزانہ ہے اللہ سے ملنا ہو تو حضور کے پاس جاؤ اللہ بھی وہیں ملتا ہے۔ ساتواں فائدہ: خدا تعالیٰ نہ تو کسی مجرم کو جرم سے زیادہ سزا دے گا اور نہ کسی نیک کار کو نیکی سے کم ثواب کہ ان دونوں چیزوں کو اللہ نے ظلم فرمایا اور پروردگار ظلم سے پاک ہے۔ آٹھواں فائدہ: مومنوں کو چھوٹا اور کافروں کو بڑا سمجھنا یونہی مومنوں کو ذلیل اور کافروں کو عزیز سمجھنا بدترین جرم ہے کہ یہ خدا پر جھوٹ ہے کہ رب نے کافروں کو ذلیل کہا ہے اور مومنوں کو عزت والا یہ فائدہ یفترون علی اللہ الکذب سے حاصل ہوا۔ نواں فائدہ: اللہ کے محبوب بندوں کی برائی کرنا غضب الہی کا باعث ہے یہ فائدہ کفی بہ۔ الخ سے حاصل ہوا عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا کے بعد جو درجہ ہے وہ حضور کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وہ ہے جہاں عبدیت کے سارے درجے ختم ہیں آگے الوہیت ہی ہے حضور خالق و مخلوق رب و مربوب کے درمیان برزخ کبریٰ ہیں مگر تقویۃ الایمان والا کہتا ہے کہ نبی کا درجہ صرف اتنا ہے جتنا گاؤں میں چودھری یا نمبردار کا۔ (تقویۃ الایمان) یہ اللہ پر ایسا صریح بہتان ہے کہ یہی اس کے عذاب کے لئے کافی ہے دسواں فائدہ: کسی کے متعلق لوگوں کے منہ سے خود بخود اچھی باتیں نکلتا اللہ کی خاص رحمت ہے جیسا کہ یزکی کی تفسیر سے معلوم ہوا یعنی اللہ جسے چاہے لوگوں کے منہ سے پاک صاف کہلواتا ہے دیکھو حضرت غوث پاک، خواجہ اجمیری و اتانج بخش بھوری صدیوں سے اپنی قبروں میں سو رہے ہیں مگر دنیا انہیں ولی غوث و قطب کہہ رہی ہے یہ ہے واللہ یزکی من یشاء کی جیتی جاگتی تفسیر۔ گیارہواں فائدہ: اطف اس میں ہے کہ بندہ کہے میں گنہگار ہوں اور رب کے نیک کار ہے حضرت صدیق اکبر کہتے ہیں یا اللہ میرا کیا بنے گا میرے پاس تو کوئی نیکی ہی نہیں مگر اللہ تعالیٰ انہیں رواللیل میں فرماتا ہے اتقی اور سورۃ نور میں فرماتا ہے اولو الفضل یعنی سب سے بڑا متقی اور سب سے بڑے درجے یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور مہربانی ہے۔

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنا تزکیہ برا ہے مگر دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنا تزکیہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من تزکی آیات میں تعارض ہے۔ جواب: یہاں تزکیہ کے معنی ہیں اپنے کو

یہاں قرآنی جملے مراد ہیں کیونکہ آگے تلاوت کا ذکر آ رہا ہے، اور تلاوت ان ہی کی ہوتی ہے، آیات کی نسبت اللہ کی طرف یا تحریف کے لیے ہے یا اس لیے کہ رب تعالیٰ کی اتاری ہوئی اور قائم کردہ ہیں جیسے نطق اللہ اور بیت اللہ میں۔ تَتْلُوْا عَلَیْكَ: تَتْلُوْا تلاوت سے بنا جس کے معنی ابھی میان ہو چکے، اگرچہ آیات قرآنیہ کی تلاوت جو ہر مل ائمن کرتے تھے مگر چونکہ رب تعالیٰ کے حکم سے کرتے تھے، نیز ان کا کام گو یا رب تعالیٰ کا کام ہے، اس لیے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم عزت کرتے ہیں اس تلاوت سے یا تو نزول کے وقت کی تلاوت مراد ہے یا وہ سارے قرآن کی تلاوت جو ہر مل ائمن ہر بار رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے، اور ہو سکتا ہے کہ وہ تلاوت مراد ہو جو حجاج میں خود رب تعالیٰ نے بلا واسطہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی، تب یہاں نسبت حقیقی ہوگی، عَلَیْكَ فرما کر یہ بتایا گیا کہ محبوب ہماری یا ہر مل ائمن کی تلاوت تو صرف آپ پر ہوگی، آپ کی تلاوت لوگوں پر، آپ ہمارے اور مخلوق کے درمیان وسیلہ عظمیٰ ہیں پس الحق یہ کلمہ یا تَتْلُوْا کے متعلق ہے یا کسی پوشیدہ جملے کے متعلق ہو کر تَتْلُوْا کے قائل کا حال ہے یا ہا ضمیر کا یا عَلَیْكَ کے کاتب کا یعنی ہمارا تلاوت کرنا حق ہے، یا ہماری یہ آیتیں حق ہیں، خیال رہے: کہ حق اور صدق مصدر بھی ہیں اور صفت بھی، دونوں کے معنی ہیں سچ، مگر صدق و حق میں فرق یہ ہے کہ صدق سچے کلام کو کہتے ہیں اور حق سچے کام، سچے خیال اور سچے عقائد کو، اسی لیے اسلام کو صدق نہیں کہتے حق کہتے ہیں، نیز صدق وہ ہے جو واقعہ کے مطابق ہو، اور حق وہ کہ واقعہ اس کے مطابق ہو کہ جو کچھ فرمایا جائے ویسا ہو جائے، کبھی حق بمعنی تحقیق بھی آتا ہے یعنی لائق۔

وَمَا اللّٰهُ یُرِیْذُ ظُلْمًا لِّلْغَٰلِبِیْنَ ظلم کے لغوی معنی ہیں تاریکی نور کا مقابل، اصطلاح میں ستانے اور کسی کا حق مارنے یا کسی کی چیز بلا اجازت استعمال کرنے یا کسی چیز کو بے محل و موقع استعمال کرنے کو بھی ظلم کہتے ہیں، کیونکہ یہ حرکتیں قیامت کے دن تاریکی کا باعث ہوں گی، نیز ظالم کو ظلم کرتے وقت حق و باطل نہیں سوچتا، وہ نفس کے اندھیرے میں آجاتا ہے، اس لیے ان چیزوں کو ظلم کہا جاتا ہے، غَالِبِیْنَ سے مراد جہان کی انواع و اقسام ہیں، فرشتے ایک عالم ہیں، جنات دوسرا، انسان تیسرا وغیرہ یعنی رب تعالیٰ کسی پر ظلم کرنا تو کیا معنی ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں فرماتا کہ کسی غیر مستحق کو عذاب عذاب دے دے یا مستحق کو ثواب کو ثواب نہ دے، یا بلکہ مجرم کو بھاری سزا دے دے یا بڑے ثواب کے مستحق کو تھوڑا ثواب عطا فرمائے۔ وَلِلّٰہِ یہاں لام ملکیت یا خلقت کا ہے یعنی سب چیزیں اللہ کی مخلوق اس کی مملوک اور اس کے قبضہ میں ہیں۔ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَا غَیْرِ عَقْلِ وَالِی چیزوں کے لیے آتا ہے اور مَنْ عَقْلِ وَالِی کے لیے۔ مَا وہ چیزیں، مَنْ وہ لوگ، اگرچہ عالم کا ہر فرد رب تعالیٰ کی ہے مگر چونکہ غیر عاقلوں کے افراد و اقسام زیادہ ہیں اور عاقلوں کے کم، اس لیے قلیل لکھا فرمایا گیا۔ سَمٰوٰتِ سَمَآءُ کی جمع ہے جو سَمَوٌ بمعنی بلندی سے بنا، اور اَرْضِ اورَرْضٌ کے معنی ہیں بکھرتا، پراگندہ ہونا، اسی لیے دال کو رضیض اور دلیہ کو رضاض کہتے ہیں اور سر کھلنے کو رَضُّ الرُّؤُسِ کہا جاتا ہے، دیکھ کر اَرْضِہ، زمین کی حقیقت بھر بھری اور بکھری ہوئی مٹی ہے، اس لیے اسے اَرْضِ کہا جاتا ہے۔ وَالِی اللّٰہِ تَرْجِعُ الْأُمُوْرَ: اِلَی اللّٰہِ کا تَرْجِعُ پر مقدم کرنا بیان حصر کے لیے ہے، اُمُوْر سے مراد حاجتیں ہیں یا عبادتیں یا احکام یا انتظام، تَرْجِعُ جس حال کا بھی احتمال ہے استقبال کا بھی یعنی تمام مخلوق کی حاجتیں یا ان کی عبادتیں ہماری بارگاہ عالی میں پیش کی جاتی ہیں یا قیامت میں پیش کی جائیں گی یا عالم کے سارے انتظامات و احکام کا رجوع ہماری طرف ہی ہے۔

کہتے پھر اپنے کو پاک و سید میں جاتا اور ان آیات میں ترکیہ سے مراد ہے نیک اعمال کے اور یہ اپنے کو پاک کرنا لہذا
آیات میں تعارض نہیں اپنے کو پاک کہنا سچی ہے پاک کرنا مجاہد۔ **دوسرا اعتراض** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی
تعریف اپنے آپ نہ کرنی چاہیے مگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی تعریف خود کرتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ **جواب** اپنی
تعریف سچی کے لئے کرنا منع ہے رب تعالیٰ کا اپنی تعریفیں فرماتا ہمیں ایمان دینے کے لئے ہے اور گناہوں سے بچانے کے
لئے کہ اسے بند و اتہام ہاری یہ عقیدے مانو تو موسیٰ علیہ السلام کے اور ہماری جہارت اور قہارت پر نظر رکھو تو گناہوں سے بچو گے
ایک حاکم رعایا سے کہتا ہے کہ میں مجرم کو قتل اور پھانسی دینے پر اختیار رکھتا ہوں یہ سچی نہیں بلکہ مجرموں کو جرم سے روکنا اور
سچی انتظام قائم رکھنا ہے۔ **تیسرا اعتراض** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی تعریف خود کرتا برا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی تعریفیں خود کی ہیں کہ فرمایا ہم شفیع المذہبین ہمیں ہم رحمۃ اللعالمین ہیں اسی طرح حضور غوث پاک نے قصیدہ
غوثیہ میں اپنے بڑے فضائل بیان فرمائے یہ تمام اس آیت کے خلاف ہے یا نہیں۔ **جواب** خلاف ہرگز نہیں سچی کے طور
اپنی تعریف کرنا برا ان حضرات کا اپنی تعریف فرماتا غر انہیں شکر ہے یہ عبادت ہے رب فرماتا ہے: **وَأَتَا بِنَفْسِي رَبَّنَا**
فَحَدَّثَ نیز حضور کا اپنے کو شفیع المذہبین فرماتا ہم گنہگاروں کی آس بندھانے کے لئے ہے کہ گنہگار و مت گھبراؤ میرے پاس
آؤ میں تم جیسے لاکھوں کو بخشوا لوں گا یہ آپ کی تبلیغ ہے۔ **چوتھا اعتراض** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی تعریف کرنا منع
ہے تو بعض علما کو فخر الاسلام شمس الائمہ وغیرہ کیوں کہا جاتا ہے؟ **جواب** یہ کلمات ان لوگوں نے خود اپنے لئے استعمال نہ کئے
بلکہ قدرتی طور پر مسلمانوں کے منہ سے ان کے لئے نکلے یہ قوم نے خطاب دیئے ہیں یہ اللہ بزرگی من بيشاء کا ظہور
ہے۔ **پانچواں اعتراض** اس آیت سے معلوم ہوا کہ پاکی اپنی کوشش سے نہیں ملتی رب کے کرم سے ملتی ہے مگر دوسری
جگہ رب فرماتا ہے۔ **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا** کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ انسان اپنے کو پاک کر سکتا ہے آیتوں میں تعارض ہے **جواب** تعارض ہرگز نہیں یہاں پاک کرنے والے قائل حقیقی کا
ذکر ہے اور اس آیت میں پاکی کے اسباب جمع کرنے والے کا ذکر ہے رب کی بارگاہ میں جانا اس کی اطاعت کرنا بندے کا
کام ہے اور پروردگار کا اسے قبول فرمایا بخش دینا رب کا کام دریا میں جانا اور غوطہ لگانا بندے کا کام ہے مگر اس کو پاک
کر دینا دریا کا کام۔ **چھٹا اعتراض** سارے بندے اللہ کے بندے ہیں اگر وہ بلا تصور سزا دے دے تو بھی ظالم نہیں اور
کسی کو نیکی کا ثواب نہ بھی دے تو بھی ظالم نہیں ظالم وہ ہے جو دوسروں کی ملکیت سے ناجائز تصرف کرے پھر قرآن کریم نے
اسے ظلم کیوں فرمایا۔ **جواب** اس کا جواب تفسیر کبیر نے ایک مقام پر یہ دیا ہے کہ یہ عمل صورت میں ظلم ہے۔ **ساتواں اعتراض**
ان یہود نے اپنے کو نیک اور پاک باز کہا اس میں اللہ پر جھوٹ کیا باندھا رب نے اسے خدا پر جھوٹ باندھا کیوں قرار دیا
جواب اس لئے کہ حضور کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جھوٹ بولا اور اس جھوٹ کو اللہ کی کتابوں اور نبیوں کی طرف منسوب
مسجد میں جرم کرنا بڑا گناہ ہے۔

تفسیر صوفیانہ: سامان سے صاحب مکان و صاحب دوکان کا پتہ چلتا ہے غیاری کی دوکان والے کا سامان
اور ہوتا ہے فوٹو گرافی کی دوکان کا سامان کچھ اور یہ دل ایک مکان ہے اگر اس میں شیطان بستا ہے تو اس کا سامان تکبر
حسد، کینہ، ریا وغیرہ ہے اگر اس دل میں اللہ کے محبوب کا کاشانہ ہے تو ان کا سامان آنکھوں کا پانی عجز و نیاز ایمان و

حضرت عائشہ صدیقہ کو ضرور بیٹا ملتا (نعوذ باللہ) میں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت بھی دے دیتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے کہا تھا اَسْأَلُكَ مَرَّافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں، کیا مال و اولاد جنت سے بڑھ کر ہیں؟ عائشہ صدیقہ یا خود سرکار نے بیٹے کی دعا کب مانگی؟ جن نبیوں نے بیٹے کی دعا نہیں مانگی، انہیں فوراً بیٹے کی بشارت اور بعد میں فرزند دیا گیا اگرچہ وہ حضرات اس وقت بوڑھے تھے اور ان کی بیویاں بوڑھی بھی اور بانجھ بھی، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بی بی سارہ کا واقعہ، اور زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی بیوی ایسا کا واقعہ جو قرآن کریم میں تفصیل دار مذکور ہے، بی بی سارہ نے تو اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشخبری پا کر حیرت سے کہا تھا کہ کیا میں بوڑھی اور بانجھ بچہ جنوں کی، قرآن کریم فرماتا ہے وَأَنَا عَجُوزٌ عَقِيمٌ تعجب ہے کہ حضرت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے سوا اولادیں ملیں یعنی اولاد اور اولاد اور اولاد، اور بی بی عائشہ صدیقہ کو ایک بیٹا بھی ملے، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

تیسرا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور جسے چاہے عذاب دے اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہو، لہذا مسئلہ امکان کذب ثابت ہو گیا۔ **جواب:** مسئلہ امکان کذب کی مکمل بحث ہم پہلے پارے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کی تفسیر میں کر چکے، اس سوال کا جواب بھی تفسیر سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہاں گنہگار مسلمانوں کا ذکر ہے، کیونکہ معافی اور سزا گناہ کی ہوتی ہے، اس آیت کو نہ حضرات انبیاء سے کوئی تعلق ہے، نہ کفار سے کوئی واسطہ، ورنہ یہ آیت تمہارے بھی خلاف ہے، کیونکہ تم بھی کذب کا امکان مانتے ہو نہ کہ وقوع، اور یہاں وقوع کا ذکر ہے کہ رب تعالیٰ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ **چوتھا اعتراض:** مسلمانوں کے خدا کے راج میں بڑی اندھیرنگری ہے کہ جسے چاہے عذاب دے دیا جائے اگرچہ اس نے کوئی پاپ نہ کیا ہو، اور جسے چاہے جنت دے دی جائے اگرچہ وہ مہاپاپی ہو، ایسا اندھیر مچانے والا خدا نہیں ہو سکتا، ہمارا پر ماتما انصاف والا ہے کہ اچھوں کو جزا اور بدوں کو سزا ضرور دیتا ہے (آریہ از ستیا رتھ پرکاش) **جواب:** ہم اس کا تحقیقی و تفصیلی جواب سورہ بقرہ کے آخر میں دے چکے ہیں کہ یہاں گنہگاروں کا تذکرہ ہے کیونکہ معافی و سزا کا ذکر ہو رہا ہے، معافی بھی گناہ کی ہوتی ہے اور سزا بھی بچولے ناجچھ پنڈت نے مغفرت اور عذاب کے معنی ہی نہ سمجھے۔ **پانچواں اعتراض:** بتاؤ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا قوت نازلہ پڑھنا اور کفار کو بد دعائیں دینا غلط تھا یا صحیح، اگر صحیح تھا تو رب تعالیٰ نے اس سے روکا کیوں، اور اگر غلط تھا، تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیوں؟ آپ کا تو ہر قول وحی الہی سے ہے اور ہر عمل رب تعالیٰ کی طرف سے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں۔ **جواب:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل بھی درست تھا اور یہ بھی، مگر وہ اچھا تھا، یہ بہت اچھا، رب تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب تم بہت اچھے رسول ہو، اس لیے بہت ہی اچھا عمل کرو، یہ ایسا ہی ہے جیسے رب تعالیٰ نے صحابہ کرام فرمایا اِنَّ عَاقِبَتُكُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهٗوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ اے مسلمانو! اگر تم سے بدلہ لو تو برابر لینا، زیادہ نہ لینا، اور اگر تم صبر کرو، تو یہ اور بھی اچھا ہے۔

نوٹ: یہ سوال و جواب تفسیر کبیر و روح المعانی وغیرہ نے نقل فرمایا۔ **چھٹا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ

چاند سورج جمع کر لے جائیں گے، اگر پیدائش ہوتے تو جمع کیسے ہوتے؟ اور دوزخ کے بارے میں فرماتا ہے **وَقُسُوفُ**
النَّاسِ وَالْحِجَارَةِ اس کا اندھن لوگ و پتھر ہیں، اگر پتھر پیدائش کئے جاتے تو آگ کا اندھن کیسے بنتے، اور فرماتا ہے کہ
 سونا چاندی جمع کر کے زکوٰۃ نہیں دیتے، انہیں آگ میں تپا کر **فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ** ان سے جھیلوں کی
 پیشانیاں دکر نہیں دافی جائیں گی، اگر سونا چاندی پیدائش کئے جاتے تو تپایا کسے جاتا، اور داغ کے دیا جاتا؟ لہذا خیانت مند
 مال بھی پیدا کیا جائے گا، تاکہ اس سے خائن کو عذاب دیا جائے، تمہاری پیش کردہ آیت میں جانوروں کی پیدائش کا تو ذکر ہے
 مگر دوسروں کی پیدائش کی نفی نہیں، چونکہ اصل مقصود انسان کی پیدائش تھی، باقی اس کے تابع، اس لیے ان کا ذکر نہ ہوا، دوسرے
 یہ کہ یہاں خیانت کے عمل کا بوجھ اٹھانا مراد ہے نہ کہ مال کا اٹھانا جیسے آج قرض، خود ایک بوجھ ہوتا ہے، ایسے ہی کل خیانت
 ایک بوجھ ہوگی، تیسرے یہ کہ یہ صرف ایک تمثیل ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر عمل ذرہ برابر ہو، پھر وہ پتھر کی چٹان یا
 آسمان میں ہو تو **يَا أَيُّهَا اللَّهُ** تب بھی اللہ سے لے آئے گا، یہاں بھی ایک مثال ہی دی گئی ہے، تفسیر کبیر نے یہی جواب
 راجح قرار دیا، مگر فقیر کے نزدیک جواب اول قوی ہے، کسی آیت میں بلا ضرورت شرعیہ تاویل نہ کرنا چاہئے۔ **دوسرا**
اعتراض: تمہارے پیش کردہ فوائد سے معلوم ہوا کہ قیامت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خائن کی شفاعت نہ فرمائیں گے
 تو مسئلہ شفاعت ختم ہوا، خیانت کی طرح اور بھی بہت سے جرم ہیں، چاہئے کہ ان کی شفاعت بھی نہ ہو۔ **جواب:** اس کے
 جواب ہیں، ایک یہ کہ یہ فرمان ڈرانے کے لیے ہے، بغیر مثال یوں سمجھو کہ ماں شریچے سے کہتی ہے کہ اگر تو نے میرا کہنا نہ
 مانا، تو باپ کی مار سے نہ بچاؤں گی، تاکہ بچہ شرارت سے باز آجائے، مگر جب باپ مارتا ہے تو پھر رحم کھا کر بچا ہی لیتی ہے، ممکن
 ہے کہ وہاں بے کسی دیکھ کر رحم فرمائیں، فرماتے ہیں کہ میری شفاعت گناہ کبیرہ والے امتی کو پہنچے گی۔
 دیکھی جو نیکی تو انہیں رحم آگیا گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

دوسرے یہ کہ یہ وعید ان لوگوں کے لیے ہے جو خیانت حلال جان کر کریں، اب وہ کافر ہوئے، اور کافر کے لیے
 شفاعت نہیں، یہ ہی وعید مانعین زکوٰۃ کے لیے بھی ہے، وہاں بھی منکرین زکوٰۃ مراد ہیں، نہ کہ تارکین زکوٰۃ۔
تیسرا اعتراض: **تُؤَفِّي كُلُّ نَفْسٍ** سے معلوم ہوا، کہ ہر نفس کو پورا بدلہ دیا جائے گا، تو نہ معافی کوئی چیز رہی نہ شفاعت۔
جواب: اس کے چند جواب ہیں، ایک یہ کہ یہاں قانون کا ذکر ہے، اور **إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا** میں اس کی
 قدرت کا تذکرہ ہے، ہمارا ایمان قانون پر بھی ہے قدرت پر بھی، دوسرے یہ کہ تسوفی کے معنی یہ ہیں، کہ گناہوں کی سزا
 میں زیادتی نہ ہوگی اور نیکیوں کی جزاء میں کمی نہ کی جائے گی، رہا گناہ معاف فرما دینا، نیکیوں کا بدلہ زیادہ دے دینا، یہ کرم
 ہے، غرضیکہ یہاں عدل کا ذکر ہے عدل فضل کے خلاف نہیں، تیسرے یہ کہ یہ پورا دینا ظلم کے مقابل ہے، اس لیے فرمایا گیا
وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ، اگر رب تعالیٰ کسی کی نیکیاں ساری برباد فرما دے، تو ظلم نہیں اور اگر کسی کو بلا جرم سخت سزا دے، تب بھی
 ظلم نہیں، ظلم کے معنی ہیں دوسرے کی ملک میں بلا اجازت عمل درآمد کرنا سب اللہ کے بندے ہیں اسی کی ملکیت ہیں،
 بے بندوں سے جو معاملہ فرما دے عین عدل یا فضل ہے، ظلم کیسا؟ **چوتھا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نفس
 کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو کیا نابالغ بچوں کے اعمال کی بھی سزا و جزاء ہے؟ نفس تو وہ بھی ہیں۔ **جواب:** یہاں
 سے مراد مکلف بندہ ہے جس پر شرعی احکام جاری ہوں، اسی لیے آگے ارشاد ہوا **بِمَا كَسَبَتْ** اس کے کسب کا بدلہ

تفسیر

اسم تاریخی

أَشْرَفُ التَّفَاسِيرِ

۱۳۶۳ هـ

مفسر

حکیم الامت الحاج مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی علیہ رحمۃ الرحمن

حسب خواہش

مترجم محمد سعید ابن نور محمد رضوی روکاریا

رضا الکیمی دہلی

نور افغانا

رضوی کارخانہ کراچی

فتاویٰ فیض الرسول

تصنیف

فقیر غلام محمد صاحب قلم امجدی جلال الدین احمد صاحب قلم امجدی
سابق صد شعبہ افتاء دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول

شبیر برادرز

۴۰۔ بی، اردو بازار، لاہور

فالباری تعالیٰ عنہ منزہ و هو محال علیہ تعالیٰ اذ معنی اشارہ اور غیر اشارہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ ہر وہ چیز جو صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ خدا ہے تعالیٰ پر محال ہے ممکن نہیں رسالتی کرنا تو یہ بھی محال ہے کہ خدا تعالیٰ کو شادی پر قادر مانتے سے کئی خدا کا ممکن ہونا لازم آتا ہے اس لئے کہ جب شادی کرنے پر قادر ہوگا تو استقرار محل و تولید ولد پر بھی قادر ہوگا اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا۔ قرآن مجید پارہ ۲۵ رکوع ۱۳ میں ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْ بِمَشْغُوْنٍ فَلَنْ اُنْاَقِلَ الْغَيْدِ مِنْ دَيْمِي ثُمَّ فِرَاوْكَ اُكْرِمُنْ كَے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے (اس کا) پوجنے والا ہوں تو قطعاً وہ بلا کئی خدا کا ممکن ہونا لازم آیا کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہذا معنی والعلو عند اللہ تعالیٰ و رسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۱۔ از محمد نوان قادری دارالعلوم تدریس الاسلام بسطیلہ ضلع بستی
شرکین کی بخشش تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یا نہیں؟

الجواب۔ بیشک مغفرت شرکین تحت قدرت باری تعالیٰ ہے شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے انفتحت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یغفر عن الکفر قطعاً وان جاز عقلاً (بحوالہ سبحان السبوح ص ۵) لیکن ان کی مغفرت کا وقوع محال ہے بقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ حاصل یہ ہے کہ مغفرت شرکین عقلاً ممکن بالذات اور شرعاً محال بالغیر ہے و هو تعالیٰ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ک غلام جیلانی

مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

۱۹ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ

مسئلہ ۲۔ از محمد حفیظ اللہ نعیمی دارالعلوم فاروقیہ مدہ ٹک پوسٹ دھواڑی ضلع گونڈہ

اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کیسا ہے؟ اس جملہ سے جہت کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی یہ جملہ بول کر بلند و بالا اور برتری کے معنی میں استعمال کرے تو اس کی تاویل مسوع ہوگی یا نہیں؟ بینوا و جبروا۔

الجواب۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علامہ سعد الدین تقی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں اذالہ یکن فی مکان لم یکن فی جہۃ لاعلو ولا سفلا ولا غیر ہما دشرح مقاصد نفسی ص ۳۳ اور حضرت علامہ ابن قیم

لها سودت الجواب على السؤال الذي اجاب عليه رشيد احمد كان في
عزى التكلم على ما استدرك به رشيد المذكور بقوله نعم الخ بانه مخا^{لف}
لها عليه لما تريد به وهو الصحيح الذي عليه المعول وعند امرى
بتبويضه وكان السائل يحجل على في الجواب انسيت ذلك كتب
الجواب مقتصر على ما في السؤال واقول الآن ان الحنفية لا يجوز
غفران الكفر عقلاً كما لا يجوز سماعاً لان تعذيب لكفار واقع لا محالة
فيكون وقوعه على وجه الحكمة فالعقوبة عنهم على خلاف الحكمة فيجب
تنزيهه افعاله تعالى عنه كذا قاله ابو البقاء في كلياته في بحث لو^{اعدا}
فانظره وفي معين المفتي على جواب المستفي للعلامة محمد بن عبد الله
التمرتاشي الحنفى صاحب تنوير الابصار والعفو عن الكفر لا يجوز عقلاً
خلافاً للاشعري وتخليد المؤمنين في النار والكافرين في الجنة يجوز
عقلاً عندهم الا ان السمع ورد بخلافه وعندنا لا يجوز ولا يوصف الله

سائل ہوں، جان تو خدا تجھ پر رحم کرے، جب میں نے رشید احمد کے جواب پر ادھر کی تحریر کا مسودہ لکھا تو میرا نیتہ ارادہ تھا کہ میں اس کے اخیر قول پر اعتراض کر دوں گا کہ وہ مخالف مذہب تاثر دینے کے ہے، اور صحیح معتبر تاثر دینے کا مذہب ہے، اور جب میں نے منشی کو اس کے لکھ دینے کا حکم کیا، اور سائل جلد جواب مانگا، رات بھر سوچا، پھر بات لکھنی بھول گئی، اور افسانہ کذب تک ابھی لکھا، تو اب میں کہتا ہوں کہ خفیوں کے نزدیک کفر کی بخشش عقلاً بھی نادر ہے، جیسا کہ مکتبہ بھی ناجائز ہے، اس لئے کہ کافروں کو عذاب ضروری ہوئے والا ہے، پس اس کا ہونا ہی حکمت ہے اور ان کی بخشش خلاف حکمت ہے، پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس سے واجب ہے، علامہ ابوالبقا نے ظاہر کے مبحث دعد میں ایسا کہا ہے، تو اس کو دیکھ اور علامہ ترمذی نقلی صاحب نویر الایقان کی کتاب معین المفتی میں ہے کہ کفر کی بخشش عقلاً بھی نادر ہے خلاف اشعری کے اور مومنوں کا ہمیشہ دروغ میں رہنا اور کافروں کا ہمیشہ بہشت میں رہنا اشعریہ کے نزدیک واسطہ مگر دلیل معنی اس کے برخلاف

تعالى بالقادرة على الظلم والسفك والكذب لان المحال لا يدخل تحت
القدرة وعند المعتزلة يقدر ولا يفعل انتهى وقال صاحب العدة من
الحنفية وهو العلامة ابو البركات النسفي تخليد المؤمن في النار انما
في الجنة يجوز عقلا عندهم يعني للاشاعة الا ان السمع ورد بخلافه و
عندنا معشر الحنفية لا يجوز انتهى وفي عاشية شرح العقائد لرمضا
افتدى وزعم بعضهم من اهل السنة اى في الجواب عن تساك المعتزلة

وهو ليس بموضع
من الله تعالى
الله تعالى في
تعالى ما يبدل
وغيره بان المحنة

پہا اور ہمارے نزدیک
 تاروا ہے کیونکہ محار
 نہیں اور علامہ نفی
 رہتا اشاعرہ کے نزدیک
 عقلاً سمجھا تاروا ہے
 اہل سنت سے معتزلہ
 اور پیر علم خود امام
 سے خلف و عید کیونکہ
 نہیں بدلتی ائمہ اور
 مردم جو ازیر ہیں

تقدیر الکریم

تَوْحِيدُ الرَّسُولِ وَالْمَلِكِ

[illegible]

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

تاریخ: ۱۳۸۵/۰۵/۰۵

مسلمانو! وہابیوں و مرابطوں کے



مصنفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی نقشبندی عسادی

کورٹ انسپکٹر پولیس پشاور نو دھیانہ

کتب خانہ سمٹانی اندر کوٹ

میرٹھ نے شائع کیا

اسی میں رہیں گے :

(۲۰) خدا و اللہ انصارہم فیما یتخلدون۔ بس یہی لوگ روزِ قیامت
جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے (اعتراف - یوتش - مجاہد)

ان آیات کے سوا کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں یہاں ان میں آیات
کو کافی سے زیادہ اس کے لئے سمجھا گیا ہے۔ ان سے بہت وجوہ ثابت ہے کہ جو وعدہ
یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز
نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے۔ بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی
ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں
کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کرے گا۔ اس میں سرِ موفقی نہیں ہوگا۔
اور وہ وعدہ کفار کے حق میں ہے اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا اور اللہ تعالیٰ
اپنے وعدہ اور وعید میں تمام چیزوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی
اور جھوٹ اس کی شانِ حالی کے خلاف ہے اور اس کی ذاتِ پاک کے
منافی۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلف وعید آیا اپنے
کے خلاف کرتا ہے یا کہ سکتا ہے یا کذب یا دروغ بولتا ہے یا بولے گا یا بول
سکتا ہے یا بولنے پر قادر ہے وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج بلکہ
کافر ہے یہی مذہب اہل سنت و جماعت متقدمین اور متاخرین کا ہے۔
جو نصوص سے ثابت ہے :

فصل دوم۔ تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ
اور وعید سچا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۰ سطر ۱۸۔ ان سب (قوم تبع) نے
کذب الرہسل تکذیب کی تمام رسولوں کی۔ اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام ایک
روحِ حکم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان سب کی تکذیب
ہوتی ہے۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔ فحقی وعدہ خدا تو مسلم
ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔ لفظ۔

ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں

ان لوگوں کی وہ کتابیں جن میں یہ کلمات کفریہ ہیں مدقوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دود و بار چھپیں، مدتِ مدت سے علمائے اہل سنت نے ان کے رد چھاپے، مواخذے کئے، وہ فتوے جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جوڑا مانا ہے اور جس کی اصل مہری دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے اور اس کے نوٹو بھی لئے گئے جن میں سے ایک نوٹ کہ علمائے حرمین شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کتب دشنامیاں گیتا تھا سرکارِ مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے، یہ تکذیبِ خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس پہلے ربيع الآخر ۱۳۲۸ھ

میں رسالہ صیانتِ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع روکے شائع ہو چکا پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل رد چھپا، پھر ۱۳۲۸ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ خضیہ میں اس کا اور قاہرہ رد چھپا اور فتوے دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا، اور مرتے دم تک ساکت

رہا نہ یہ کہ اگر وہ فتوے میرٹھ میں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کر دیا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے، نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر انتہات نہ کیا۔ زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی و زندگی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اس کی اشاعت ہوتی رہے، لوگ اس کا رد چھپا کر یں، زید کو اس کی بنا پر کافر بتایا کریں، زید اس کے بعد پندرہ برس جیے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے بیان تک کہ دم ٹکل جائے، کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اور ان میں سے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں، نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گڑھ سکتے ہیں۔

۱۳۲۸ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموعہ کجائی رد شائع ہوا۔ پھر ان دشناموں کے متعلق کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات ان میں سے سرغز کے پاس لے گئے، سوالوں پر جو حالت سرکاری لے کر پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھے مگر اس وقت بھی نہ ان تحریرات سے انکار

علمائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرف سے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی علمی اور اعتقادی خدمات کا اعتراف

حسام الحرمین

علی منکر الکفر والہین

تالیف: اعلیٰ حضرت مجدداتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی

ترجمہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ، گنج بخش وڈلاہو

تجربہ اعمالکم و انتم لا تشعرون اے مسلمانو! تم نے ہمارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر اپنی آوازیں لڑائی کیں یا انہیں معمولی القاب سے پکارا جس سے انہیں تکلیف پہنچی تو تم ساری ساری ٹیکیاں ضبط ہو جائیں گی اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اندازہ اس سے لگادو کہ سرکار نے تبدیلی قبلہ کی دعائے کی تھی 'مصرف آرزو فرماتے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ کی تھی قبلہ تبدیل کر دیا گیا' فرمایا گیا للولایت قبلہ تو ضحیا ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف ابھی پھیرے دیتے ہیں جو آپ کو پسند ہے اور ان خطبہ میں بارش کی دعا فرمائی ابھی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ بارش سے مسجد چمکنے لگی اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں یہاں تو اللہ ہی کچھ اور تھا 'مرضی الیہ تھی کہ ان میں سے اکثر لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر آپ کے قدموں میں گر گئے اور بعض کی اولاد آپ پر ایمان لائے اس لئے آپ نے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بدو عادت فرمائی بلکہ انہیں بددعا کرنے سے روک دیا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط کے لئے دعائے نجات کرنا چاہی تو ان سے فرمایا کیا ماہرہم اعرض عن ہذا اند لہ جاء امر ربک و انہم اتہم عذاب علقہ مردود اے ابراہیم یہ دعائے کر دیا اب ان پر عذاب ہی آئے گا۔

حکایت: ایک گستاخ نے کہا کہ تم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل دو اور مانگتے ہو اگر ان سے کچھ ملتا ہو تو حضرت عائشہ صدیقہ کو ضرور پناہ ملے (غور پناہ) میں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت بھی دے دیتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے کہا تھا استلک مرا لفتک فی الجنت تعار رسول اللہ میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں کیا ملے اور لاد جنت سے بڑھ کے ہے؟ عائشہ صدیقہ یا خود سرکار نے بیٹے کی دعا کا جواب مانگی؟ جن غیروں نے بیٹے کی دعا میں مانگی انہیں فوراً بیٹے کی بشارت اور بعد میں قرآن مجید دیا گیا اگرچہ وہ حضرات اس وقت بوڑھے تھے اور ان کی بیویاں بوڑھی بھی اور بچہ بھی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نبی بی سارونے تو اسحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشخبری یا کجیبت سے کہا تھا کہ کیا میں بوڑھی اور بچہ بچہ جنوں کی قرآن کریم فرمائے گا انا عجوز عظیم تعجب ہے کہ حضرت طہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے سولہادیں ملیں یعنی لولاد اور لولاد اور لولاد اور لولاد اور نبی بی عائشہ صدیقہ کو ایک بیٹا بھی نہ ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تیسرا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور جسے چاہے عذاب دے اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہو لہذا مسئلہ امکان کذب ثابت ہو گیا۔ جواب: مسئلہ امکان کذب کی مکمل بحث ہم پہلے پارے میں ابن اللہ علی کل شیء قلند کی تفسیر میں کر چکے اس سوال کا جواب بھی تفسیر سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہاں گنہگار مسلمانوں کا ذکر ہے کیونکہ معافی اور سزا گناہ کی ہوتی ہے اس آیت کو نہ حضرات انبیاء سے کوئی تعلق ہے نہ کفار سے کوئی واسطہ اور نہ یہ آیت تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ تم بھی کذب کا امکان مانتے ہو نہ کہ وقوع اور یہاں وقوع کا ذکر ہے کہ رب تعالیٰ جس کو چاہے کاش دے گا اور جسے چاہے کاغذ اب دے گا۔ چوتھا اعتراض: مسلمانوں کے خدا کے راج میں بڑی اندھیر مگھری ہے کہ جسے چاہے عذاب دیا جائے اگرچہ اس نے کوئی پاپ نہ کیا ہو اور جسے چاہے جنت دیدی جائے اگرچہ وہ میلانی ہو ایسا اندھیر چلنے لگا تھا انہیں ہو سکتا تھا ہر بات ناقص و ناقص ہے کہ انہوں کو جو کچھ انور رسول کو سزا ضرور ملے (آریہ از ستیارتھ پر کاش) جواب: ہم اس کا تحقیق و تحقیق کا جواب سورہ بقرہ کے آخر میں دے چکے ہیں کہ یہاں گنہگاروں کا تذکرہ ہے کیونکہ معافی اور سزا کا ذکر ہو رہا ہے معافی بھی گناہ کی ہوتی ہے اور سزا بھی معمولے یا کچھ بھڑت نے مغفرت اور عذاب کے معنی

اشرف التفاسیر تفسیر نعیمی

مکتبہ

حکیم الامت مفتی محمد یار خان نعیمی مدظلہ العالی

مکتبہ اسلامیہ

۴۰ اردو بازار * لاہور

کتاب العقائد

اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت

سوال :- ذات باری تعالیٰ عز اسرار موصوف بصفہ کذب ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص خدا سے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے؟

جواب :- ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفہ کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وسمت اصدق من اللہ قیلہ۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے اور ملعون ہے اور مخالفت قرآن اور حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔ البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے مثل فرعون و ہامان و ابی لبک کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لآتینا کل نفس مہدھا و لکن حق القول منی لا ملئین جہنم من الجنة والناس اجمعین یتلہ

اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن بنا دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطراب سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے۔ یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفر لھم الخ لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی وعدم غفران الشرک مقتضی الوعد فلا امتناع فیہ لذاتہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اور اللہ سے بڑھ کر کچھ کہنے والا کون ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اس کلام سے جو ظالم کہتے ہیں پاک ہے اور بہت پاک۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیدیں لیکن میری طرف سے قول ثابت ہو گیا کہ میں جہنم کو تمام جن و انس سے بھر دوں گا۔

۴۔ جو چاہے کرنے والا۔

۵۔ اگر کوئی ان کو بخش دے۔

۶۔ اور شرک کا معاف نہ ہونا وعید کا مقتضی ہے لہذا اس میں اس کی ذات کے لئے کوئی امتناع نہیں۔

تالیفات رشیدیہ

مع فتاویٰ رشیدیہ مکمل مہرب

فقہ العصر قطب الارشاد

امام ربانی حضرت مولانا رشید محمد عثمانی رحمہ اللہ

کے فتاویٰ، رسال اور تصانیف کا مجموعہ



ادارۃ اسلامیات لاہور

- فتاویٰ رشیدیہ مکمل مہرب
- سبیل الرشاد
- ہدایۃ الشیعہ
- زبدۃ الناسک
- فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب دار الاسلام
- لطائف رشیدیہ
- ہدایۃ المحدثی فی قرآنہ المقتدی
- القطوف الدانیۃ فی تحقیق الحجۃ الثانیۃ
- الحق الصریح فی اثبات الشراوہ
- فتویٰ مولانا شریف
- رد الطغیان فی اوقاف القرآن
- تعداد رکعات تراویح
- اوثق العربی فی تحقیق الحجۃ فی القرئی
- فتویٰ حسیب الظہر

الْمُهْتَدَى عَلَى الْمُهْتَدَى

یعنی

عقائد علماء اہل سنت و جماعت

تالیف

فخر الحقین حضرت مولانا خلیل احمد رازی قدس سرہ العزیز
المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنیۃ والجماعۃ

حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی مدظلہم

تصدیقات و تصدیق

○

ادارہ اسلامیات ○ ۱۹۰ - انارکلی لاہور

شی من کلامہ فہو کا ترجمہ فرمادین لیں اس کا سبب بھی نہیں
لے شائے من الایمان۔

السوال الخامس والعشرون

پچیسواں سوال

هل نسبتم في تأليفكم الى بعض الاشاعة
القول بامكان الكذب وعلى تقديرها
فما المراد بذلك وهل عندكم نص على
هذا المذهب من المعتقدين بينوا الامر
لنا على وجهه.
کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی
طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا
ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب
پر تمہارے پاس مستبر علماء کی کیا کوئی سند
ہے۔ واقعی امر میں بخلاؤ۔

الجواب

جواب

الاصل فيه انه وقع النزاع بيننا وبين
المنطقيين من اهل الهند والمبتدعة
منهم في مقدورية خلقت ما وعد به
الباري سبحانه وتعالى واخبر به او
اراده وامثالها فقالوا ان خلقت هذه
الاشياء خارج عن القدرة القديمة
مستحيل عقلا لا يمكن ان يكون
مقدور الله تعالى واجب عليه ما يطاق
الوصف والخبر والارادة والعلم وقلنا
اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی متفکرین
و منطقین کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا
کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی، یا
ارادہ کیا، اس کے خلاف پر اس کو قدرت
ہے یا نہیں۔ سو وہ ترویوں کہتے ہیں کہ ان
باتوں کا خلاف اس کی قدرت قدیر سے خارج
اور عقلاً محال ہے۔ ان کا مقدر خدا ہونا ممکن
ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ
اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے

عليه في زمانه فانه مُحَرَّفٌ ملين دجال
مكار وبها يصور الامهار وليس بآدمي
من المسيح القادياني فانه يدعي الرسالة
ظاهر اعلنا وهذا يستمر بالمجددية
ويكفر علماء الامة كما كفر الوهابية
اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خذله
الله تعالى كما اخذ لهم.

السوال الرابع والعشرون

چوبیسواں سوال

هل تعتقدون امكان وقوع الكذب
في كلام من كلام النول عز وجل سبحانه
ام كيف الامر
کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی
کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا
بات ہے۔

الجواب

جواب

نحن ومشاغتنا وحهم الله تعالى من نحن
ونتيغيب بان كل كلام صدر عن الباري
عز وجل او سيصدر عنه فهو مقطوع
النصيق بعزوم بطلان بطلان واقع لیں
فی کلام من کلامہ تعالیٰ شائبہ کذب
ومظنة خلاف اصلا بلا شبهة ومن
اعتقد خلاف ذلك او توهم بالكذب في
هم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ
جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ
یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے
کبھی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا داعی
بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے
یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ
وہ کا مستند، مجدد، زندہ ہے۔ اس میں ایمان

حریت و ملیں و دجل و مکر کی اسس کو عادت
ہے۔ اکثر قسریں بنالیتا ہے، مسیح قادیانی سے
کچھ کم نہیں، اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا
دعویٰ تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے
علامت امت کو کافر کہتا رہتا ہے جس طرح
محمد بن عبد الوہاب کے وہابی چیلے امت کی
تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انھیں کی طرح
رہوا کرے

نزع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۳ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المتمد المستند کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طبع کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے زبردست تقریریں لکھیں اور دشکاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرسلے قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بشک شیعہ و ائمہ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو حمایت دین کے سلسلے میں بھرپور خارج تحسین پیش کیا، علماء حرمین کریمین کے یہ فتوے حاتم الحرمین علی منکر الکفر والہین (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع کر دیئے گئے

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ المتمد المستند ترتیب دیا جس میں کمال چابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقاید وہی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے ہیں، حالانکہ باعث نزاع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں، صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد عظیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے تحقیقات لدفع التلبیس کا ذکر کر کے پہلے ہی اس کی طشت زبانی کر دیا حاتم الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لیے علماء دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علماء حرمین کو مناظر دے کر حاصل کیے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارات اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاکستان) کے علماء میں سے کوئی بھی حاتم الحرمین کا مؤید نہیں ہے، اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لیے شیریشیہ اہل سنت مولانا حسرت علی خان رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علماء کی حاتم الحرمین کی تصدیقات الصوام المندیہ کے نام سے شائع کر دیں۔

دیوبندی محتجب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اب بھی عام طور پر عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے لاہور کا بار دیوبند کی کفر کی تھی حالانکہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان اور اسلام کے خادم تھے اور ”المتمد“ ایسی کتابوں کی بڑھ چڑھ کر اشاعت کرتے ہیں ان حالات میں حاتم الحرمین کے شائع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی تاکہ اختلاف کا صحیح پس منظر سامنے آجائے اور کسی کے لیے مناظرہ آمیزی کی گنجائش نہ رہے، مکتبہ نبویہ نے اپنی روایات کے مطابق حاتم الحرمین کو شائع کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ
۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء
محمد عبدالحکیم شرف قادری
لاہور



پیرایہ آغاز

رشتاتِ قلم حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صدر مدرس جامعہ نظامیہ لاہور

عوام انسان سس کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اہل سنت و جماعت (بریلوی) اور دیوبندی علماء آپس میں سرگرمیاں ہیں، ہر دو کتب فکر کی جانب سے اپنی اپنی تائید میں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے جاتے ہیں، ہم کو دھر جائیں ہمس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں؛ کچھ بزم غم خویش مصلح قسم کے افراد اپنی چرب زبانی سے یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ اختلافات فروعی ہیں ان میں پڑنے کی ضرورت نہیں، ہم نہ بریلوی ہیں نہ دیوبندی، عثمانی ہیں نہ خاندانی، ہم تو سید سے سادے مسلمان ہیں اور بس! اس طرح وہ صلیح کلیت کا پرچار کر کے یہ تاثر دیتے ہیں کہ اختلافات کا نام لینے والے مجرم ہیں اور صحیح مسلمان وہ ہیں جو ان اختلافات سے بالکل بے تعلق ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اگر اختلاف ذاتی وجہ کی بنا پر ہو یا اس کا تعلق کیفیت عمل کے ساتھ ہو تو اس میں الجھنا ہی بہتر ہے مثلاً حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی اختلافات ایسے نہیں ہیں جن پر مجاہد آرائی مناسب ہو، کیونکہ یہ فروعی اختلافات ہیں، لیکن اگر بنیادی عقائد میں اختلاف رونما ہو جائے تو اس سے کسی طور پر آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں، یہ اختلاف کسی طرح بھی فروعی نہیں اصولی ہوگا، ایسی صورت میں لازمی طور پر ایک درگیر و محکم گیر ایک جانب کی حمایت اور دوسری جانب سے برأت کرنی پڑے گی، اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (آیہ) کا یہی مفاد ہے، اس آیت میں سرف راہ راست کی ہدایت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ مستحق غضب اور اہل ضلال سے پناہ مانگتے رہو۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں زکوٰۃ کے ساتھ جہاد فرمایا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقررہ کی قوت حاکم کی پروا نہ کرتے ہوئے کھڑی کھانا اور کوڑے لگاتے، امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو طرق و سلاسل کی دھکیاں حرف اختلاف اور لغو حق

علمائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرف سے
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی علمی اور اعتقادی خدمات کا اعتراف

حاتم الحرمین علی منکر الکفر والہین

تالیف: اعلیٰ حضرت مجدد ماتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی

ترجمہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ، گنج بخش وڈ لاہور

مرتبہ خلافت کا حجاب

الحمد لله رب العالمین و صلی علیہ و آلہ و سلم

التحقیق

لذفع

التحقیق

مصنف عالم اکمل و آفت ہزار خفی و جلی مولانا مولوی محمد ریاست علی
خان صاحب حلقہ شاہچانپوری بایا جی محی کریم محمد نعت اللہ خان
صاحب محلہ امین فی جلال اللہ صاحب فرانس محمد عبدالرزاق صاحب جرجہ
باہتمام کترین محمد شمس الدین بن جانی محمد محمد الدین صاحب ملک طبع فی المطابع

مطبعہ امین لکھنؤ

اردن کتب خانہ کا پتہ: بعد الرب خاں تاجر کتب خلیل غربی شاہ جہان پور

علماء عرب نے ان پر فتوے تکفیر کے دیے نقل مواہیر ان علماء کے اس مختصر میں
ضروری نہیں معلوم ہوتی اگر کوئی دیکھتا چاہے تو وہ فتاویٰ طبع ہو کر شائع ہو گیا
ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے قولہ تیسری بات یہ ہے کہ ہندوستان میں
وہابی کا استہلال اس شخص کے لیے تھا جو ائمہ یعنی اللہ عنہ کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر اپنی
وسعت ہوتی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر عمل کریں اور بدعات سید
ورسوم قبیلہ کو چھوڑ دیں یہاں تک ہوا کہ پہلی اور اس کے فروع میں مشہور ہے
کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ بھی وہابی
ہے گو کتا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو الخ اقول یہ قول جو مولف ہند نے لکھا ہے
یہ بعض جہاد کا ہے نہ علماء کا علماء جمہور تو بلکہ چند علماء اہل سنت و الجماعت کے کہ جو
ان کے عقائد باطلہ سے واقف ہو گئے ہیں براجماع ہیں اور ان کو وہابی قرار دینے
ہیں اور ان کے رد اور ابطال میں مصروف بلکہ ان کے مشائخ خود لکھتے ہیں کہ محمد

بن عبد الوہاب کے عقائد عمدہ ہیں اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر دیکھئے تو
کتنا بڑا دھوکا ہے۔ علماء عرب و پچارے اس احوال کو کیا جانیں اور ان کی تلبیس
سے کیا خبر جو ہند میں انہوں نے اپنی کتابوں میں عفاً عنہ باطلہ لکھ کر شائع کی ہیں

جس کے سبب سے خلیفہ اور فساد پڑ گیا اور جو ہندوستان میں آگ بھیلانی
ہے اگر اس سے علماء عرب واقف ہوں تو بلاشبہ وہ بھی اس فرقہ کو بہت ہی برا
سمجھیں اور ظلمت سے پیش آئیں اور فی الواقع جن جن کو ان کے عقائد باطلہ
کی خبر ہو گئی پھر وہ ان کو برا سمجھنے لگے اور رد اور ابطال ان کے مذہب کا کیا

ہو ان کے عقائد باطلہ سے واقف نہیں ان کو مواہیر اہل سنت و الجماعت کے اپنے
عقائد لکھ کر مرین کرائیں اور ہندوستان میں پچارے جا ہوں کو یہ دکھائے
ہیں کہ ہمارے عقائد پر تو علماء عرب نے بھی مرین کر دیں اور نیز ہمارے عقائد تو

مواہق اہل سنت و الجماعت کے ہیں بلکہ یہ بدعتی علماء وہابی کہتے ہیں یہ عناد سے
کہتے ہیں عا شاکا ہمارے عقائد مثل وہابیہ کے نہیں یہ ہم پر اور ہمارے مشائخ پر

اور نیز ان کے بہت علماء و متفکرین اور دیکھ کر اسد انکو اطلاع ہو جائے گی

المهند علی المفتی

یعنی

عقائد علماء اہل سنت دیوبند

تالیف

فخر الحقین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل الشیعۃ والجماعۃ

ال

حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی مدظلہم

تصدیقات مع تدویر

ادارہ اسلامیات ○ ۱۹۰ - انارکلی لاہور

ان امثال ہندہ الاشیاء مقدور قطعاً
لکنہ غیر جائز الوقوع عند اہل السنۃ
والجماعۃ من الاشاعرة و الماتریدیۃ
شرعاً و عقلاً عند الماتریدیۃ و شرعاً
فقط عند الاشاعرة فاعترضوا علینا
بأنہ ان امکن مقدورۃ ہندہ الاشیاء
لزم امکان الکذب و هو غیر مقدور
قطعاً و مستحیل ذانا فاجبتناہم بأجوبۃ
شختی مما ذکرہ علماء الکلام منہا لولم
استلزام امکان الکذب لمقدورہ خلاف
الوعد و الاخبار و امثالہما فہو ایضاً
غیر مستحیل بالذات بل ہو مثل
السفہ و الظلم مقدور ذانا مستمع
عقلاً و شرعاً او شرعاً فقط کما صرح
بہ غیر واحد من الائمۃ فلما رأوا
ہذہ الاجوبۃ عشوا فی الارض و ذہبا
الیناقضون النقص بالنسبۃ الی جنابہ
تبارک و تعالیٰ و اشاعوا ہذا الکلام
بین السفہاء و الجہلاء تنفیذاً للعوام
و ابتغاء الشهوات و الشهرة بین الانام
و باغوا اسباب سموات الاعتراء فوضعو

اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے امثال تصنیفات
میں داخل ہیں البتہ اہل السنۃ والجماعۃ اشہر
و ما ترید یہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز
نہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً
اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں
پس بدیشوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا
تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب امکان
لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں
اور ذانا محال ہے۔ تو ان کو علماء کلام کے ذکر کیے
ہوئے چند جواب دیے، جن میں یہ بھی تھا کہ اگر
وعدہ و خبر و غیرہ کا خلاف تحت قدرت ہونے
سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ
بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سب اور ظلم کی طرح
ذانا مقدور ہے اور عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً
مستمع ہے جیسا کہ بہتر سے علماء اس کی تصریح کر
چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو
ٹھک میں فساد پھیلانے کی ہماری جانب یہ
غروب کیا کہ جناب باری عزاسمہ کی جانب
نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نصرت دہانے
اور مخلوق میں شہرت پا کر اپنا مطلب پورا کرنے
کو سفہاء و جہلاء میں اس لغو بات کی خوب شہرت

شی من کلامہ فہو کا فر ملحد و بدعتی نہیں۔
لہ شائکہ من الادیان۔

السوال الخامس والعشرون

پچیسواں سوال

هل نسبتم فی تالیفکم الی بعض الاشاعرة
القول بامکان الکذب و علی تقدیر ہا
فما المراد بذلک و هل عندکم نفس علی
ہذا المذہب من المعتقدین بیئوا الامر
لنا علی وجہہ۔

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی
طرح امکان کذب غروب کیا ہے اور اگر کیا
ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب
پر تھارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی مسند
ہے۔ واقعی امر میں بکلاؤ۔

الجواب

جواب

الاصل فیہ انہ وقع النزاع بیننا و بین
المنطقیین من اہل الہند و المبتدعۃ
منہم فی مقدورۃ خلاف ما وعد بہ
الباری سبحانہ و تعالیٰ او اخیرہ او
ارادہ و امثالہا فقالوا ان خلاف ہذہ
الاشیاء خارج عن القدرة القدیمۃ
مستحیل عقلاً لا یمکن ان یمکن
مقدور اللہ تعالیٰ واجب علیہ ما یطابق
الوصف الخیر و الارادۃ و العلم و قلنا

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں
و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا
کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی، یا
ارادہ کیا، اس کے خلاف پر اس کو قدرت
ہے یا نہیں۔ سو وہ تریوں کہتے ہیں کہ ان
باتوں کا خلاف اس کی قدرت قدیمہ سے خارج
اور عقلاً محال ہے، ان کا مقدر خدا ہونا ممکن
ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ
اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے

مولوی خلیل انیٹھوی چھپ چھپا کر چند اشرفیاں بطور رشوت دے کر اپنا الوسیدھا کرنے کیلئے رئیس العلماء مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضور آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

رئیس العلماء نے فرمایا، تیرا نام خلیل انیٹھوی ہے؟ مولانا صالح کمال نے فرمایا، میں تو تجھے زندقہ لکھ چکا ہوں۔

انیٹھوی نے کہا جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں وہ میری کتاب میں نہیں، لوگوں نے مجھ پر افترا کیا۔

مولانا صالح کمال نے فرمایا، تمہاری کتاب براہین قاطعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ مولوی خلیل انیٹھوی نے مجبوراً کہا، حضرت کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی۔

مولانا نے فرمایا، ہوتی ہے۔ مولوی انیٹھوی اپنی براہین کی کفریہ عبارت سے توبہ کا وعدہ کر کے جذبہ بھاگ گیا اور تین سال بعد جوڑ توڑ اور ہیرا پھیری کر کے اپنے تمام اکابر ہند کے تعاون و تصدیقات سے المہند نامی بزم خود حسام الحرمین کے رڈ میں لکھ ماری جواز اول تا آخر سراپا کذب صریح جھوٹ اور دروغ گوئی کا بدترین مجموعہ ہے۔

مولوی خلیل انیٹھوی صاحب نے اپنے خالص وہابیانہ عقائد کو چھپایا اور خلاف واقع اپنے عقائد سنیوں کے سے ظاہر کئے وہابیوں اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کو سخت برا بھلا، گستاخ و مکفر اور علماء اہل سنت کا قاتل قرار دیا۔

میلاد تو میلاد سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی اعلیٰ درجہ کا مستحب قرار دیا خود کو سنی ظاہر کر کے وہابیوں پر سخت لعن طعن کیا گویا وہابی ان کے سوا کوئی اور ہے۔ المہند کے سوالات بھی خود گھڑے اور فریب کاریوں کے خول چڑھا کر مغالطہ آمیز جوابات بھی خود ہی دیئے۔

اعلیٰ حضرت دس سرہ نے حسام الحرمین پر 33 یا 35 مسلمہ اکابر علماء حرمین کی تصدیقات حاصل کی تھیں جبکہ خلیل انیٹھوی صاحب سر دھڑ کی بازی لگا کر بمشکل چھ علماء کی تصدیقات المہند پر حاصل کر سکا جن میں دو حضرات مولانا شیخ محمد مالکی اور مولانا محمد علی بن حسین نے اپنی تصدیقات واپس لے لیں۔

فعل جس کا واقع ہونا محال ہو اس اعتبار سے کہ علم ازلی اس کے عدم وقوع کے بارے میں سابق ہو تو اس امر کی تکلیف کے وقوع میں اختلاف نہیں اس لئے کہ علم کا مکلف سے قدرت کو سلب کرنے میں کوئی اثر نہیں اور بندے کو مخالفت پر مجبور کرنے کے لئے بھی علم کا کوئی اثر نہیں۔

اور تم یہ جانو کہ حنفیہ نے جس طرح اللہ کے حق میں تکلیف مالا یطاق بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کا مکلف کرنا محال جانا [۱۰۱] تو وہ ایسے نیکو کار کو عذاب دینا جس نے اپنی عمر طاعت میں گزاری اور اپنے مولیٰ کی خوشی میں نفس کی مخالفت کی اور زیادہ ممنوع جانتے ہیں [۱۰۲]۔

فأتوا بسورة من مثله ترجمہ: تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔ (کنز الایمان) نہ تعذیب کے طور پر جیسے جائیداد کی تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا اس میں جان ڈالو (اسی تکلیف یا تو جہل ہے یا عبث ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ جانا واجب ہے۔ ۱۲ [۱۰۱] استحالة کا معنی یہ ہے شی کا محال ہونا اور کسی شی کو تمہارا محال شمار کرنا یہ مصدر لازم و متعدی دونوں ہے۔ ۱۲

[۱۰۲] ایسے اطاعت گزار بندے کو عذاب دینا جو اللہ کے علم میں دیا ہی ہے مگر یہ کہ نزدیک عقلاً جائز نہیں اور اشعری اور ان کے پیروکار عام اشاعرہ نے اختلاف کیا تو ان لوگوں نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے اس لئے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی ملک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں اس لئے کہ ظلم تو غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہے اور سارا عالم اللہ کی ملک ہے اور اس لئے کہ نہ کسی کی طاعت اس کے کمال کو زیادہ کرتی ہے نہ کسی کی معصیت اسے کچھ نقصان دیتی ہے۔ کہ اس وجہ سے وہ کسی کو ثواب دے یا کسی

پر عقاب کرے۔ اور اس لئے کہ یہ عذاب دینا حکمت کے منافی نہیں اس لئے کہ قدرت دونوں ضد سے تعلق کی قائل ہے اور یہ کہ اسکی تہذیب میں یہ بلوغ تر ہے کہ اس تعذیب پر اس کی قدرت ثابت کی جائے باوجودیکہ وہ اپنے اختیار سے ایسا نہ فرمائے تو اس مذہب کا قائل ہونا زیادہ سزاوار ہے اور ماترید یہ کی دلیل یہ ہے کہ ایسے نیکو کار کو عذاب دینا جس نے



المعتقل المستند

سیدنا الرسول محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المعتقل المستند

امام اہل سنت علیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مکتبہ برکات المدینہ

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

یہاں تک کہ بعض اشاعرہ نے کہا: اور ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس سے جو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں صفت نقص کا محال ہونا نام نہیں ہوتا مگر معتزلہ کی رائے پر جو قبح عقلی کے قائل ہیں، اور امام الحرمین نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ سے منزہ ماننے میں تمسک ممکن نہیں وہ صفت نقص ہے اس لئے کہ جھوٹ ہمارے نزدیک لذائذ قبیح نہیں اور صاحب انھیں نے کہا کہ ”یہ حکم لگانا کہ کذب صفت نقص ہے اگر یہ حکم عقلی ہے تو یہ اشیاء کے حسن و قبح قوی کا قول کرنا ہوگا اور اگر یہ حکم سماوی ہے تو دور [۱۰۵]

لازم آئیگا اور صاحب مواقف نے فرمایا: کہ مجھے نقص عقلی و قبح عقلی میں فرق ظاہر نہ ہوا بلکہ نقص عقلی بعینہ قبح عقلی ہے اور یہ سب [۱۰۶]

[۱۰۵] اس لئے کہ دلیل سعی کے صدق کا قول کرنا یہ حکم لگاتا ہے کہ کذب نقص ہے اس استدلال میں اس کے صدق پر متوقف ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اس دلیل کا صدق دوسری دلیل سے ثابت ہو جو استحالة کذب کا حکم کرے، اور نہ وہی دوسری دلیل کافی ہو اور پہلی دلیل لغو ٹھہرے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ۱۳

[۱۰۶] اور اسی غفلت کے قبیل سے ہے مواقف میں یہ قول کہ نقص کے محال ہونے میں اعتماد اجماع پر ہے اور حق یہ کہ اس کا محال ہونا بداهت عقل سے ثابت ہے جو ماؤف نہ ہو پھر یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے، تو اجماع تو تیسرے درجہ میں ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ”بحر السبوح عن عیب کذب مقبوح“ میں بیان کیا۔

اور اسی غفلت کے قبیل سے وہ ہے جو مولیٰ محقق سیدی عبد الغنی ہابلسی قدس سرہ سے ”مطالب وفیہ“ میں واقع ہوا جہاں انہوں نے یہ فرمایا: اکمل الدین نے شرح دمیہ امام ابو حنیفہ میں ذکر کیا ہے، کہ کافر کو معاف فرمانا ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کے نزدیک عقلاً جائز نہیں اس میں اشعری کا اختلاف ہے اور اہل ایمان کو دوزخ میں اور کافروں کو جنت میں ہمیشہ رکھنا ان کے نزدیک یعنی اشعری کے نزدیک عقلاً جائز ہے مگر دلیل سمعی اسکے خلاف پر

وارد ہوئی، اشعری کی دلیل یہ ہے، کہ یہ اللہ کا اپنی ملک میں تصرف ہے لہذا یہ ظلم نہ ہوگا اس لئے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف کو کہتے ہیں، اور ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں اس لئے کہ حکمت نیک و بد کے درمیان فرق کی مقتضی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان براہری کو مستبعد قرار دیا اپنے اس فرمان سے۔ ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الارض ام نجعل المتقين كالفجار۔ سورۃ ص، آیت ۲۸۔ کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پر ہیز گاروں کو شریعہ حکموں کے برابر ٹھہرا دیں۔ (کنز الایمان) ام حسب الذین اجترحوا السيئات ان نجعلهم كالذين آمنوا وعملوا الصالحات سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون۔ سورۃ الجاثیہ، آیت ۳۱۔ کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا یہی برا حکم لگاتے ہیں۔ (کنز الایمان)۔ ان نجعل المسلمين كالمجرمين مالکم کیف تحكمون۔ سورۃ القلم، آیت ۳۶، ۳۵۔ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں تمہیں کیا ہوا کیا حکم لگاتے ہو۔ (کنز الایمان) اور مومن کو ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کافر کو ہمیشہ جنت میں رکھنا ظلم ہوگا اس لئے کہ یہ شی کو غیر محل میں رکھنا ہے، لہذا یہ ظلم ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے، اور اپنی ملک میں تصرف جیسا جائز ہے جب کہ حکمت کے طور پر ہو، رہا خلاف حکمت طریقے پر تصرف تو یہ یہ تو توئی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے، ان کی عیارت یہاں تک ہے۔

اور چونکہ تم نے جان لیا کہ یہ معتزلہ کا مذہب ہے، عقل سے حسن و قبح کے ثبوت میں، تو حکمت ان کے طور پر اسکی تابع ہوگی، رہا اہل حق کا مذہب کہ حسن و قبح عقل سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ثبوت ہوتا ہے تو اس حسن و قبح حکم الہی کے تابع ہیں اور حکمت حکم کی تابع ہے، تو کوئی شی نہ حسن ٹھہرے گی نہ قبیح، مگر اس صورت میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہو، تو کسی بات کا حکم فرمائے اور کسی سے روکے، اور یہ مقتضائے حکمت پر جاری ہوگا، مگر اسکے بارے



المعتقل المنتقد

سیدنا النبیل حضرت علامہ شاہ فضل الرحمن قادری بریلوی مدظلہ العالی

المعتقل المستند

امام اہل سنت علیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی مدظلہ العالی

ترجمہ

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس جوہر کی سفارش اس واسطے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اسکی حمایت اس نے اٹھائی ہے بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ جوہر کا حمایتی بلکہ اسکی سفارش کرتا تو آپ بھی جوہر جو جاتا اسکو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروا نگی سے ہوئیگی سوائے اسکی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اسکے ہی معنی ہیں اور چند سطر کے بعد لکھتا ہے وہ بڑا غفور رحیم ہے سب شکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دیا اور سب گناہ اپنی رحمت سے بخش دیا اور جو کہ چاہے گا اپنے حکم سے اسکا شفیع بنا دیا گناہی کلام منصف ماہر علم دین پر بخوبی ظاہر کہ کلام اس علامہ زمان کا قواعد دین متین اور اصول شرع عین اور عقائد اہل اسلام اور تصریحات سلف کرام سے کس درجہ خلاف ہے قول کسی امیر وزیر کی بناہ نہیں ڈھونڈتا پناہ ڈھونڈتا بھی دوم ہے ایک یہ کہ دوسرے ہم جنس کی پناہ ڈھونڈے کہ جس کی حمایت سے بادشاہ کے غضب سے محفوظ رہے اور بادشاہ بسبب اسکی حمایت کے غضبناکی کی قدرت نہ رکھے سو اس قسم کی حمایت پروردگار کے مقابل میں بیشک محال ہے لیکن لفظ امیر وزیر کا مناسب اس قسم کے نہیں کہ ان سے پناہ پکڑنا اور حمایت چاہنا اس امید پر اور اس غرض کی واسطے نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسری قسم ہے کہ ان مقربان سلطانی کے وسیلے سے حال نار اپنا حضور میں عرض کرے شاید اسکی عاجزی اور شرمساری پر کہ بسبب کمال شرمندگی اور رو سیاہی اور خوف و ہیبت بادشاہی کے اس کے حضور میں دم نہیں مارتا اور وہ سے کہتا ہے کہ تم حال میرا حضور میں عرض کرو بادشاہ کو درم آئے یا ان مقربان کے خوش کرنے اور عزت بڑھانے کیلئے اس کے قصور سے درگزر فرمائے اور یہ قسم ثابت ہے اسی کو شفاعت کہتے ہیں کریمہ دلوانہما اذ ظلموا انفسہما جاولا اسی قسم کے توسل کی طرف اشارہ کرتی ہے اور حدیث صحیح سے جسے شیخین نے روایت کیا تصریح ثابت ہے کہ لوگ قیامت کی سختی سے تنگ کر بخیروں کے پاس جائیں گے آخر حضرت کی شفاعت نجات پائیں گے یہی کہتے ہیں کہ آیت کریمہ لا تملک نفس لنفس شیئا شفاعت کی نفی نہیں کرتی کہ جملہ دنیا میں بعض آدمی اپنے نفس اور متعلقوں سے زور و قوت کے ساتھ دوسرے کے اضرار کو روک سکتے ہیں یہ بات قیامت کے دن نہ ہوگی اور شفاعت اس بات سے نہیں کہ وہ تو شفاعت کر نہوالے کی عاجزی ہے لیسے آگے جس سے شفاعت کرے قولہ مکرأئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کے دل میں قدر اس آئین کی نہ گھٹ جائے اول لفظ نہیں کر سکتا جناب احدیت کی شایان نہیں يفعل ما يشاء و بحکمہ ما یرید و هو علی کل شئی قدیر اس کی شان ہے اس کے افعال علت و سبب سے غایت اور غرض پر موقوف نہیں نہ کوئی امر وہاں مانع ہو سکتا ہے نہ کوئی بات اس پر واجب شرح موقوف کے پانچویں موقف کے چھٹے مصرعہ کے انھوں مقصد میں تصریح اس کی موجود ہے حتیٰ کہ اہلسنت کے مذہب میں کفر کا بخشا جانا عقلاً جائز ہے معتزلہ ممنوع عقلی کہتے ہیں اہلسنت ان کے مذہب کی تردید کرتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد نسفی اور خیالی سے ظاہر ہے ان صاحب کی مباحی دیکھو کہ لایسئل عما یفعل بھول گئے اور کفش برداری معتزلہ کی کرنے لگے کہ کہتے ہیں کہ اگر گنہگار بے عذاب بخشے جائیں تو وعید میں خلف واقع ہوا اور خدا کی بات بدل جائے اور جواب ان کا یہ ہے کہ آیات عفو بکثرت ہیں اگر انھیں آیات وعید کا مخصص قرار دین تو کلام میں تناقض لازم آئے مطلب آئین کا یہ ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہو گا سو ان کے جنکو اپنے فضل سے بخشا اور جبکہ اس آئین میں عفو بھی ہے اور سزا بھی ہے اور صاف لکھا ہے کہ جسے ہم چاہیں گے بخش دیں گے تو عفو سے قدر آئین کی

حضور سید عالم ﷺ کے
اوصاف جمیلہ کا
محبس موعہ

ولای علی مصطفیٰ

مؤلف

مولانا شاہ نقی علی خان ربیوی

مشکبیر برادرزہ از دو بازار لاہور

وَقَالَ إِنَّا كُنَّا بِكُم مُّنْذِرِينَ لَّئِنْ لَّمْ يَرْجِعِ الْكَافِرُونَ نُبُوحًا مُّذْهِبًا لِّأَنفُسِهِمْ يَكُونُوا مِنْ أَقْصَى الدَّارِ
اور رسول کریم (ﷺ) دین اُن کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں اُن سے باز رہو۔

شرح صحیح مسلم

جلد سیابع

بِرَّ قَدْرِ عِلْمٍ وَذِكْرِ تَوْصِيفِ الْمَنَافِقِينَ، فِتْنَةٍ زُهْدٍ تَفْصِيرِ

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فریدی بکس ٹال (جبرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

شرح صحیح مسلم

۱۵۷

کتاب البر والصلة والآداب

هَذَا قَسَمُكَ دَمٌ هَذَا وَصَرَبٌ هَذَا فَيَغْطِي هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِمْ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِمْ فَإِنْ قَبِلَتْ حَسَنَاتُهُ قَبِلَ أَنْ يَقْضَى مَا عَلَيْهِمْ أَسْخَذَ مِنْ حَطَايَاهُمْ فَطَرَحَتْ عَلَيْهِ تَعَذُّرُ طَرَحٍ فِي النَّاسِ -

۶۴۵۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي الْيُؤُوبِ وَفُتَيْبَةُ بْنُ جُحْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسَوْدَاتُ الْحَقِيقَاتِ إِلَى أَهْلِهَا يُؤَدُّنَ أَهْلِيَهُ حَتَّى يَقَادَ لِلشَّائَةِ الْجَلْحَاءُ مِنَ الشَّائَةِ الْقُرْبَاءُ -

۶۴۵۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا جُرَيْدُ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ نَعَزَّ وَجَلَ يَمْلِكُ لِلطَّالِبِ فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذَلِكَ أَخَذَ رَبِّيكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ -

اللہ تعالیٰ پر ظلم کے حرام ہونے کا بیان اور اصل فطرت میں انسان کو گمراہ قرار دینے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۴۵۶ میں ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے اور ظلم کو حرام کر دیا۔ علامہ ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ مافری نے فرمایا: یعنی اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے کیونکہ مقررہ حدود سے تجاوز کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اور پر کوئی نہیں ہے جو اس کے لیے حدود مقرر کرے، اور اللہ تعالیٰ ان حدود سے تجاوز کرے تو وہ معاذ اللہ ظالم قرار پائے معتزلہ نے یہ کہا کہ ظلم نقص اور عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر ہر نقص اور عیب محال ہے۔

اس حدیث میں ہے: تم سب گمراہ ہو سو اس کے جس کو میں ہدایت دوں، علامہ ابی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: تاجی عیاض نے کہا ہے یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ تمام انسان اصل فطرت میں گمراہی پر تھے اور یہ اس حدیث کے معارض ہے جن میں ہے کہ ہر مولا فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس گمراہی سے مراد وہ گمراہی ہے جو فطرت کے بعد رسولوں کے آنے سے پہلے تھی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: کَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ

تمام لوگ ایک طریقہ (یعنی گمراہی) پر تھے، تو

بہا یا تھا کسی کو مارنا تھا پھر اسے اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور اسے اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور اگر ان کے حقوق پڑے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم سے حق داروں کے حقوق وصول کیے جائیں گے، حتیٰ کہ بے سینگ بکری کا سینگ دال بکری سے بدلہ دیا جائے گا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) اور اسی طرح آپ کے رب کی رحمت ہے جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے بے شک اس کی گرفت سخت دردناک ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ظلم کے حرام ہونے کا بیان اور اصل فطرت میں انسان کو گمراہ قرار دینے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۴۵۶ میں ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے اور ظلم کو حرام کر دیا۔ علامہ ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ مافری نے فرمایا: یعنی اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے کیونکہ مقررہ حدود سے تجاوز کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اور پر کوئی نہیں ہے جو اس کے لیے حدود مقرر کرے، اور اللہ تعالیٰ ان حدود سے تجاوز کرے تو وہ معاذ اللہ ظالم قرار پائے معتزلہ نے یہ کہا کہ ظلم نقص اور عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر ہر نقص اور عیب محال ہے۔

اس حدیث میں ہے: تم سب گمراہ ہو سو اس کے جس کو میں ہدایت دوں، علامہ ابی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: تاجی عیاض نے کہا ہے یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ تمام انسان اصل فطرت میں گمراہی پر تھے اور یہ اس حدیث کے معارض ہے جن میں ہے کہ ہر مولا فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس گمراہی سے مراد وہ گمراہی ہے جو فطرت کے بعد رسولوں کے آنے سے پہلے تھی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: کَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ

تمام لوگ ایک طریقہ (یعنی گمراہی) پر تھے، تو

کہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسام الحرمین کے شائع ہونے کے بعد دعوہ ہندی حضرات نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنی عبارتوں میں خود قطع و برید کی، اور اپنے اصل عقائد کو چھپا کر علماء عرب و عجم کے سامنے اہل سنت کے عقیدے ظاہر کئے، جس پر علماء دین نے تصدیق فرمائیں، چونکہ اس

مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے صرف ایک دلیل اپنے دعوئی کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیے۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں دعوہ ہندیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ بہت اچھا آدمی تھا، اس کے عقائد بھی عمدہ تھے، دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱۱۱ پر مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ:

”محمد بن عبد الوہاب کے معتقدوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا مشہور تھا، اہل سنت کے سوانح میں عدالت تھی، انگریز، اور ان کے معتقدی اچھے ہیں، مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا، اور عقائد مذہب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق خلقی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی“

حاضرین کرام نے فتاویٰ رشیدیہ کی اس عبارت سے معلوم کر لیا ہو گا کہ دعوہ ہندیوں کے مذہب میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اچھا آدمی تھا، لیکن جب علماء حرمین طہیین نے دعوہ ہندیوں سے سوال کیا کہ بتاؤ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے، وہ کیسا آدمی تھا تو حیلہ سازی سے کام لے کر اپنا مذہب چھپا لیا اور لکھ دیا ہم اسے خارجی اور باغی سمجھتے ہیں، ملاحظہ ہو ”المہمد“ ص ۲۰، ۱۹۔

ہمارے نزدیک ان کا گھم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے، اس کے چند



اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی شان مقدس میں
استاذ خانہ عبارتوں کا علمی و تحقیقی محاسبہ

الحق المسبین

غزالی و زماں حضرت مولانا
تالیف مفید: احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ

صحیح و مستند روایات محترم خلیل احمد رانا صاحب

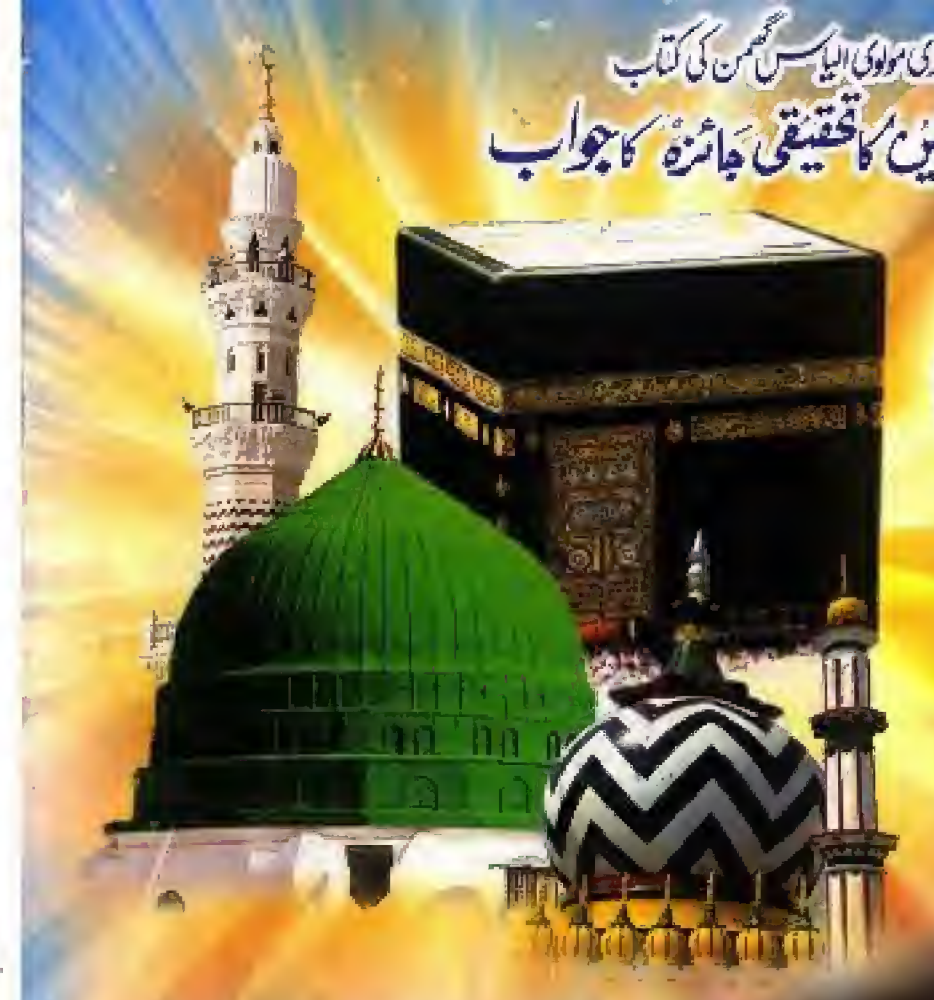
ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

حسام الحرمین

اول مخالفین



ابو احمد مولانا محمد اسحاق قادری

تخصص فی الفقہ الاسلامی، الشہادۃ العالمیہ
ایم اے اسلامیات، ایم اے پنجابی
ایم اے اردو

مکتبہ فیضان شریعت
داتا دربار مارکیٹ لاہور
0334-3298312

عبارتیں تو پیش ہی نہیں کیں بلکہ خود ان عبارتوں کو کفر کہہ دیا اور سوالات و جوابات اہل سنت کے عقائد کے مطابق ترتیب دے دیے۔ باقی جو دیوبندی کہتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین نے المہند پر تصدیقات کی ہیں یہ بھی جھوٹ ہے۔ المہند کی تصدیقات کے ذیل میں صرف مولانا محمد سعید باصیل کی ایک تحریر ہے۔ اس تحریر میں کہیں ذکر نہیں کہ براہین قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس و فتوائے گنگوہی پر جو حکم حسام الحرمین میں دیا گیا غلط ہے، نہ یہ تحریر ہے کہ ان کتابوں کی کوئی عبارت کفریہ نہیں۔ تصدیق کس بات کی ہے اور اس تحریر سے دیوبندیوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ المہند میں خود کو سنی کہا، ابن عبدالوہاب نجدی کو وہابی خارجی کہا، مولود شریف کو جائز کہا۔ اس کی مولانا نے تائید فرمادی تو یہ سنی کی تائید ہوتی ہے نہ دیوبندیوں کی۔

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی اور اسے علمائے مکہ سے ظاہر کیا حالانکہ وہ غیر عربی تھے کیونکہ ان کا نام تصدیق میں یوں ہے احمد رشید خاں نواب۔ اہل عرب اپنے نام کے ساتھ نواب اور خان نہیں لگاتے۔ تیسری تصدیق شیخ محبت الدین کی ہے جن کو مہاجر لکھا ہے اور لفظ مہاجر سے ظاہر ہے کہ یہ بھی علمائے مکہ سے نہیں۔ چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے اس کو بھی فریب دیتے ہوئے علمائے مکہ میں شمار کیا ہے حالانکہ یہ بھی غیر عربی ہندوستانی تھے۔

پانچویں اور چھٹی تحریریں شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی شیخ علی بن حسین مدرس حرم شریف کی بھی درج ہیں۔ حضرات بے شک علماء مکہ سے ہیں مگر ان کے نام سے جو تحریریں المہند میں درج ہیں وہ جعلی ہیں۔ چنانچہ المہند صفحہ 97 مطبوعہ المیزان، لاہور میں لکھا ہے: ”جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو تحلیہ تقویہ کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے اس کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیہ ناظرین ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تحریر دیوبندیوں کے پاس موجود نہیں۔ ان کے نام سے تحریر چھاپنا کس قدر بیباکی ہے۔ فرض کرو، یہ سچے ہی سہی۔ اگر ان صاحبوں نے اپنی تحریر واپس لے لی اور پھر نہ دی تو وہ تحریر ان کو مقبول نہ ہوئی۔ پھر اس تحریر کو ان کی طرف منسوب کرنا کتنا بڑا کفر ہے۔

علمائے مدینہ کے نام سے ”المہند“ میں عجب چال کھیلی ہے۔ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقالوں کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن چوبیس صاحبوں کے دستخط تھے سب نقل کر دیے۔ وہ دستخط ”المہند“ پر نہ تھے بلکہ برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے، لیکن عوام کو دھوکہ دینے کیلئے وہی نام اٹھا کر المہند میں ڈال دیئے۔

حسام الحرمین اور مخالفین
رہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (علیہ رحمۃ الرحمن) تو علمائے حرمین شریفین ان سے بھی نا آشنا نہیں تھے۔ 1317ھ۔ 1899ء میں وہ آپ کے رسالہ ”فتاویٰ الحرمین بر جف ندوة المبین“ پر دھوم دھام سے تقاریظ لکھ چکے تھے۔ جب 1323ھ میں اعلیٰ حضرت جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کی بے حد تعظیم کی۔ کیا انہوں نے بغیر سوچے سمجھے کفر کے فتوے دے دیئے؟

حسام الحرمین میں حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے دوسرے خلیفہ مولانا شیخ احمد کی امدادی کی بھی تقریظ ہے جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تعریف کی ہے۔ مولانا عبدالحق آبادی مہاجر کی کے نامور شاگرد یعنی محافظ کتب حرم سید اسماعیل بن خلیل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بھی حسام الحرمین میں تقریظ لکھی جس میں غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی، انیسویں، تھانوی کے نام لے کر انہیں کافر کہا اور فرمایا: کہ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے تو اس کے کفر میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

حسام الحرمین کے بعد دیوبندیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی، اپنا مذہب بچانے کے لئے خلیل احمد سہارنپوری نے گھر میں بیٹھ کر ”المہند“ لکھی۔ سوالات میں جن کفریہ عبارتوں کا اصل مسئلہ تھا انہیں ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اہل سنت کے عقائد کے متعلق سوالات بنا کر اس کے جوابات دے دیئے جس کا رد صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ”التحقیقات لدفع التلبیسات“ نامی رسالہ میں کیا اور اس کی جعل سازی کا بھانڈا پھوڑا۔

التحقیقات لدفع التلبیسات میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ان کے فریب کا پردہ چاک کیا جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:-

المہند میں دیوبندیوں نے اہل سنت کے عقائد ظاہر کئے، میلا دو مستحب کہا اور خود تسلیم کرتے ہوئے لکھا: ”جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم (علیہ السلام) سے اعلم (زیادہ علم والا) ہے، وہ کافر ہے۔ اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی (علیہ السلام) سے زیادہ ہے۔“

(المہند علی المہند، صفحہ 46، المیزان، لاہور)

دیوبندی تاریخی جھوٹ بولتے ہوئے کہتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین نے تسلیم کیا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اسلئے انہوں نے المہند پر تصدیقات کی ہیں۔ جبکہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ حق تو یہ تھا کہ دیوبندی وہی کفریہ عبارتیں علمائے حرمین کے سامنے پیش کرتے اور اپنے باطل تاویلات پیش کرتے، پھر اگر وہ کہتے کہ یہ کفر نہیں تو ہم بھی مانتے۔ لیکن دیوبندی مولوی نے وہ

صفحہ	فہرست عنوانات	صفحہ	فہرست عنوانات
۳۳۳	دفعہ کذب یا قتل کے قائل ہوں۔	۳۳۳	چار کفر۔
۳۳۳	یہودی خدائی کی تکفیر نہ کرنے والا کافر ہے۔	۳۳۳	”اللہ تعالیٰ بندوں سے چھپا کر آیت قرآنی جھوٹی کر دے“
۳۳۵	تاکلیفیں امکان کذب کا حکم شرعی۔	۳۳۳	تو حرج نہیں اس قول پر لازم آئے والے اور کفر
۳۳۵	کافر عادت کے طور پر کفر شہادت چڑھے تو تہ کے لئے	۳۳۳	اسما کی دہلوی کے نزدیک کفر امور عامہ میں سے ہے۔
۳۳۵	یہ کافی نہیں۔	۳۳۳	دو بدعہوں کا یہ قول کہ ”خدا نہ جھوٹ بولتا نہ بولے“
۳۳۶	جیسے جرم ہو کسی عیوب نہاں کی شہاد اور عیاں کی عیاں۔	۳۳۳	جھوٹ ہے کیونکہ وہ اسما کی دہلوی کی اجازت میں کذب کو
۳۳۶	لاحق کی امامت کو رد کرتی ہے۔	۳۳۶	محکم بلکہ جائز دہلوی مانتے ہیں۔
۳۳۷	کلمات ارشاد و ہدایت۔	۳۳۶	یہشتیوں کو جہنم میں بھیجا طاع مارتے یہ کے نزدیک عقاب
۳۳۹	تاریخ تفسیر رسالہ۔	۳۳۶	محال مستحکم نقص مل اللہ ہے۔
۳۵۰	تحدیق کتاب مولانا غلام محمد قسوری علیہ الرحمۃ۔	۳۳۷	امام علیؑ کا کفر کو بھی عقاب محکم مانتے ہیں۔
۳۵۱	رسالہ ذمات باغ سبحان	۳۳۷	جو شخص انبیاء علیہم السلام کا جہنم میں جانا اور کافروں
۳۵۱	السبح	۳۳۷	مشرکوں کا جہنم میں آنا کمال شرعی نہ مانے اس کے ایمان
۳۵۱	امکان کذب کے قائل پر ہزاروں حدیث سے لزوم کفر۔	۳۳۷	میں ملل ہے۔
۳۵۲	سبحان اسوٰح کے مضامین کا اجمالی تعارف۔	۳۳۷	دفعہ بدعہوں کے قول سے کذب ہاری مشیغ بالذات ہونے
۳۵۲	کذب عیب ہے اور اللہ تعالیٰ کا عیب سے طوط ہونا محال	۳۳۹	پر استدلال۔
۳۵۲	بالذات ہے۔	۳۳۹	اللہ تعالیٰ سب جہنمیوں کو دوزخ میں اور تمام جہنمیوں کو
۳۵۲	شرع مقاصد سے اس امر کا ثبوت کہ جہل و کذب	۳۳۹	جہنم میں بھیجے پر قادر ہو جو کذب ہاری لازم آئے گا۔
۳۵۲	ہاری تعالیٰ محکم نہیں۔	۳۳۹	اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا بھی لازم آئے گا۔ (حاشیہ)
۳۵۲	کذب و صدق میں معادلات حقیقی ہے جس کا کذب محکم	۳۳۹	ہر شخص باجماع بالذات کو مستحکم محکم خود محکم بالذات ہی
۳۵۲	ہوگا صدق ضروری نہ ہے گا۔	۳۳۹	رہے گا اور محال بالذات کے امکان کو بھی مستحکم ہوگا۔
۳۵۳	شرع مقاصد سے امکان کذب کے مقاصد کی تحصیل۔	۳۳۹	شرع مقاصد کی سب سے مذکورہ بالا دعویٰ پر استدلال۔
۳۵۳	یہ کہہ کر اللہ کذب پر قادر نہ ہو تو بندے کی قدرت خدا	۳۳۹	استعمال لازم بالذات سے استعمال لزوم بالذات کا حکم کرنے
۳۵۳	سے یہ نہ چاہئے گی، اسما کی دہلوی کی رائے ہے۔	۳۳۹	والوں اور امکان لزوم سے امکان لازم محکم بالذات
۳۵۳	ملائے دہلوی کی دلیل پر معارضے۔	۳۳۹	کا حکم کرنے والوں کی تردید۔
۳۵۳	دہلیوں کے طریقہ پر لازم کر خدا کے پاس باپ ہوں۔	۳۳۹	اسما کی دہلوی کو اقرار ہے کہ لزوم محکم موجب بھی لازم
۳۵۳	ملائے دہلوی نے خدا کے کذب کو مستحکم باجماع کہا ہے محرم اس	۳۳۹	محال ہو سکتا ہے۔
۳۵۵	کی دلیل پر لازم کر کذب واقع ہو۔	۳۳۹	رشید احمد گنگوہی پر لزوم کفر کی تین وجوہیں۔
۳۵۵	دہلی کی عقلی یہ ہے کہ افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے	۳۳۹	حقیدہ کفر کی تصویب کفر ہے۔
۳۵۵	بہر تصور کرتے ہیں۔	۳۳۹	رشید احمد گنگوہی کے قول پر لازم کہ کذب ملائے حق میں

فہارسی

فتاویٰ رضویہ

مرتب
حافظ محمد عبدالستار سعیدی

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

پاکستان

گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی مسخ کر دے گا اور ان کو اپنے دروازہ سے ہانک دے گا۔ تم ان لوگوں میں سے نہ بنو جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود گمراہ کر دیا۔ جب تو مخلوق کیلئے علم حاصل کرے گا تو تیرا عمل مخلوق کیلئے ہوگا اور جب تو علم خاص اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا۔ اور جب تو علم دنیا کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل دنیا کیلئے ہوگا اور جب تو علم آخرت کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل آخرت کیلئے ہوگا۔ شاخوں کی بنیاد جڑوں پر ہوا کرتی ہے جیسا تو کرے گا ویسا ہی اس کا بدلہ پائے گا۔ ہر برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے تو اپنے برتن میں بدبودار روغن رکھ کر یہ چاہے کہ اس سے گلاب چھلکے یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو دنیا میں دنیا اور اہل دنیا کیلئے عمل کرتا ہے اور تو یہ چاہتا ہے کہ کل تجھے آخرت ملے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو عمل مخلوق کیلئے کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تجھے کل خالق مل جائے اور اس کا قرب نصیب ہو جائے۔ تیری کوئی عزت نہیں ظاہر اور غائب تو یہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو عمل کے بغیر اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دے تو یہ اس کے اختیار میں ہے۔ طاعت جنت کا عمل ہے اور گناہ جہنم کا عمل ہے۔ اس بعد اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے اگر چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو ثواب عطا فرما دے اور چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو عذاب دے دے۔ وہ مالک و مختار جو چاہتا ہے کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں بلکہ مخلوق اس کے بازو پس منگی

اگر اللہ تعالیٰ ﴿فرضا﴾ کسی پیغمبر اور صالحین میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کر دے تو تب بھی وہ عادل رہے گا اور یہ محبت بالغہ ہوگی۔ ہم پر تو یہی واجب ہے کہ ہم کہیں کہ معاملہ و حکم سچا ہے اور ہم چون و چراں نہ کریں ایسا ہو سکتا ہے اور ممکن ہے اور اگر ہوگا حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاف ہوگا البتہ یہ ایسی بات ہے کہ وقوع میں نہ آئے گی اور نہ وہ اس میں سے کوئی بات کرے گا۔

معارف و اسرار کے حسین خطبہ کا مجموعہ

فیوض غوث یزدانی

ترجمہ الفتح الربانی

شیخ عبد القادر جیلانی



مولانا محمد عبد القادر قادری

گنج بخش
دعوتِ اسلامی

قادری رضوی لکھنؤ

ہرمانح اچھڑت

انام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

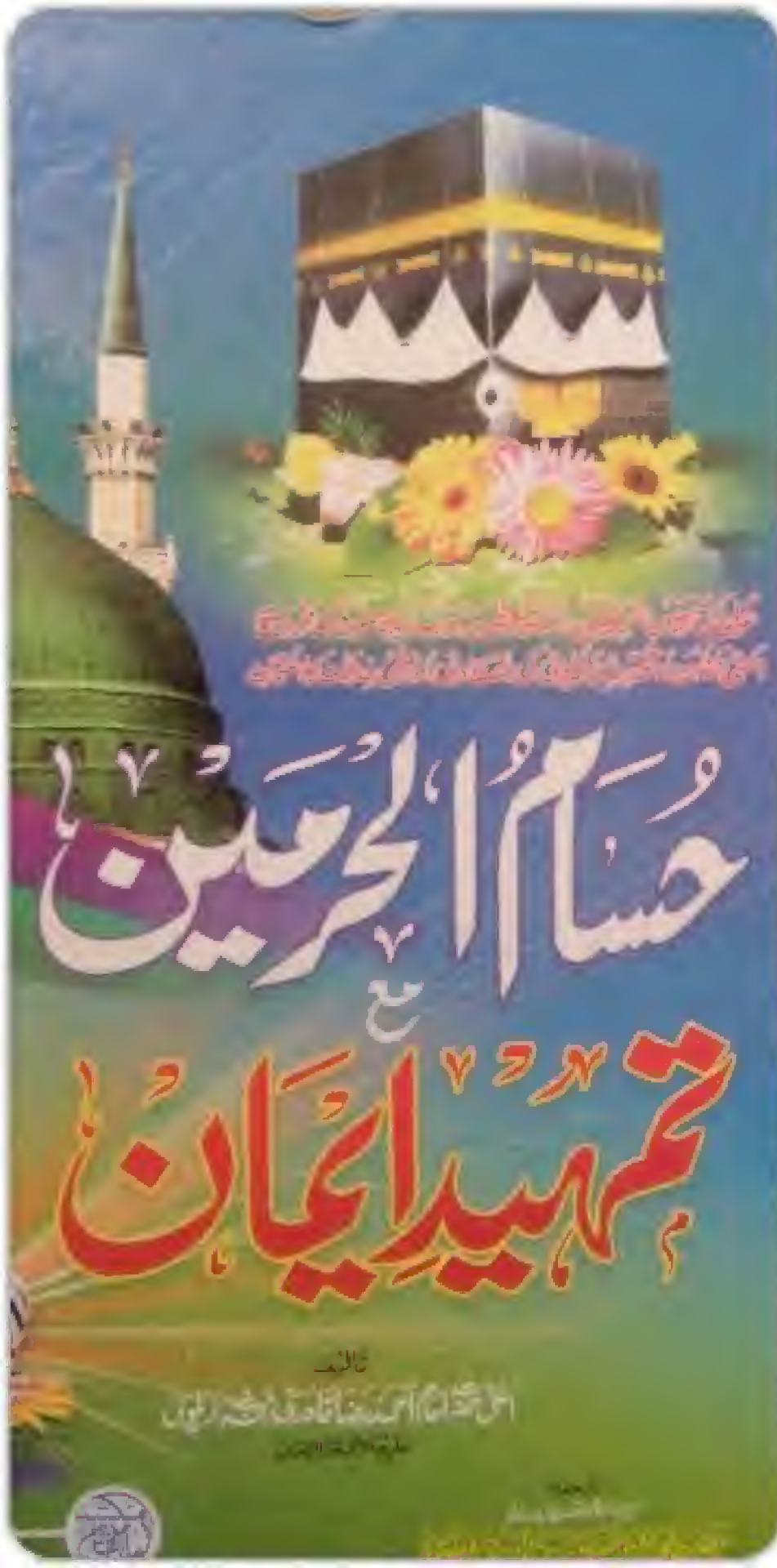
امام بزرگ الدین احمد قادری رضوی

دیوبندیت کے بانی دوم اور وقوع کذب کا عقیدہ باطل

مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا کہ ایک شخص وقوع کذب
کے یعنی معاذ اللہ وہ کہتا ہے کہ خدا کے تعالیٰ جھوٹ بولا تو ایسا
ہے یا کافراور مسلمان ہے تو بد مذہب گمراہ یا وقوع کذب باری تعالیٰ
بارتو دسی ہے بیڑا تو جردا — مولوی رشید احمد نے
جس کے فتویٰ دیا کہ

اگرچہ اس شخص نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو
حلال دبد مذہب گمراہ کہنا نہیں چاہیے کیونکہ وقوع کذب
وہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے۔ خلف و عقیدہ خاص ہے کہ
کہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گمراہ و عقیدہ ہوتا
اور سب کذب کے اقوال ہیں اور وجود نوع کا وجود جس کو
الربو کا تو حیوان بالضرور موجود ہووے گا لہذا وقوع کذب
گئے اگرچہ بعض کسی فرد کے جو ہیں بناء علیہ اس شخص کو کوئی
— دانا خود از فتویٰ مہری و غلطی گنگوہی جوالہ و شباب ثاقب

ف مہریک مطلب یہی ہے کہ جو شخص کہے کہ خدا جھوٹ بولا
اللہ وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک سنی مسلمان ہے
کہنی چاہئے پھر مولوی رشید احمد صاحب نے اپنی ایک
لیا کہ وقوع کذب باری تعالیٰ کے معنی



نکے پاس سے دیکھا گئی ہے گیارہ برس پہلے اور خائفین تین برس نہیں آئے تھے۔
 کہ جواب لکھا جائیگا لکھا گیا چھاپا جائیگا چھپے کر بھیج دیا اور اسے غزوہ جمل اس کے ساتھ لے کر
 وغیرہوں کے مکروہ و مکہ آتو وہ کھڑت ہو کے شریعتی حد چاند کے قابل تھے اور
 اب کاشہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں ہی اندھی کر دیں جس کی وجہ سے کی آنکھیں پہلے سے پٹی پٹی
 تھیں۔ تو اب جواب کی امید کہاں اور کیا خاک کے شے سے مڑے جھگڑنے آئے
 پھر تو ظلم و گدازی میں اس کا یہاں تک بڑھا کر اپنے ایک فتوے میں (جو اس
 کا مہر پر دستخط میں ہے) اپنی آنکھ سے دیکھا جو پیشی وغیرہ میں بار بار مع رفقہ کے چھپا
 صاف لکھا گیا کہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بالفصل جھوٹا مانا اور تصدیق کئے کہ وہ صادق اللہ تعالیٰ
 اللہ تعالیٰ جھوٹ بولا اور یہ بڑا عجب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق
 لڑائی و درکت رفاقی بھی نہ کہوا سکتے کہ بہت سے امام ایسا ہی کیچکے ہیں جیسا اس نے
 بنا اور بس نہایت کا یہ ہے کہ اس نے تاویل میں خطا کی تو لا الہ الا اللہ غزوہ جمل کے
 کفر کذب طعن کا بڑا انجام دیکھ کر جو وقوع کذب بانی کی طرف کھینچ کر لگیا یہ ہیں سنت
 یہ جمل و علا علی آئی ہے انکھوں کے تہی پرچہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھرا کیا۔ اور ان کو
 عیسٰی اندھی کر دیں و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم جو تھا فرقہ و بار شیطان
 وہ و انفسیوں کے فرقہ شیطان کی طرح ہیں و شیطان الطاق کے پیرو تھے۔ اور
 ان آفاق ابلیس عین کے پیرو ہیں یہ بھی اسی تکذیب خاکیہ لنگوہی کے
 ملے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی اور خدا کی قسم وہ قط
 کئی مگر ان چیزوں کو جن کے جوڑنے کا اللہ عز و جل نے حکم فرمایا ہے کہ ان کے
 اس کا علم نبی سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا برا قول
 الفاظ میں ہے یہ یوں؟ شیطان ملک الموت کو یہ وسعت نص کے ثابت ہوا
 وسعت علم کے کوئی لفظ قطع ہے کہ جس کے تمام نصہ کو روک کر لکھ کر

دشہاب ثنائی بروہائی حنائی

مصحف احمد

احمد علی شاہ الغفری

حضرت امیر محمد اجماع شاہ شافعی رحمہ اللہ

رضا الہی دمی

۲۶ کامپیکراسٹریٹ، ممبئی ۳

حضرت امیر محمد اجماع شاہ شافعی رحمہ اللہ
نفس و جسد و قریح خلعت کے بھی قائل ہیں چنانچہ ان کے دلوں سے
غلام و قریح خلعت و جسد کے کدال ہیں اور یہ بھی قائل ہے کہ نفس و جسد
ناس ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں تو ان خلعت و جسد
کو سوزہ گاہ و جسد ہوتا ہے گاہ و جسد گاہ و جسد اور سب کذب کے الزام
ہیں اور وجود نوری کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حسیہ ان
بالغزور موجود ہووے گا۔ لہذا قریح کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ
بعض کمی فزوی کے ہو پس بناء علی اس ثالث کو کوئی سخت کرنا چاہیے
کہ اس میں تکفیر علی سلف کی لازم آتی ہے ہرچند یہ قول ضعیف ہی ہے
مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تفصیل صاحب
دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو حنفی شافعی پر اور یکس پر ہر قوت و دلیل
اپنی کے طعن و تفصیل نہیں کر سکتا۔ انا موسیٰ انشا اللہ کا مسئلہ کتب ہمامہ
میں خود لکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تفصیل و تحقیق سے مامون کرنا چاہیے
البتہ بہ نری اگر فہمائش ہو بہتر ہے البتہ قدرت علی الکذب مع امتناع
الوقوف مسئلہ اتفاق ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں اگرچہ اس زمانے
میں لوگوں کو انکار سچا ہو گیا ہے قال اللہ تعالیٰ و یوشن لا یتنا کل
نفس مدھا فان کن حق القول متی لا ملأ من جہنم من العینۃ

رضیہ اللہ
۱۳۰۱

والناس اجمعین الا یتہ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم۔
صحبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
مختلف اب انکس کھو لکر دیکھ کر اس شخص ثالث نے صاف الفاظ میں اقرار کیا
نور قوی رشید احمد گنگوہی۔

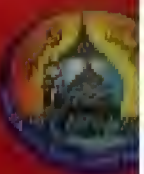
مسلمانوں کو کافر کون کہتا ہے؟



Wahabi
Fatwa Tank

سنت
الاسلام
مکمل
ف (برائی لوری)

مرکز اسلامیات
اسلام احمد دہلی



قاسم نانوتوی
نے جگہ نما سے
ن کے خلاف

جماعت
علی غلام

- اشرفی ۱۳۳۵ھ - ۱۴۰۳ھ مولوی رشید احمد گنگوہی
- (۱) معیوب - کتاب غار الدارینہ و غیرہ، ص ۵۵
 - (۲) معیوب - دارالکتاب - روح البقر، ص ۱۳۳
 - (۳) معیوب - اخبار اسلام - پیر پور (پراگش) ص ۱۰۰

مندرجہ بالا عبارت میں شیطان اور ملک الموت کے ہم کو حضور اقدس ﷺ کے علم سے ذاکم بتایا ہے۔ اور یہاں تک کہ اس تکلیف ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا وسیع علم "نفس" یعنی قرآن کی آیت سے ثابت ہے لیکن حضور اقدس ﷺ کے علم کی وسعت کے ثبوت میں قرآن مجید کی کوئی صاف آیت نہیں بلکہ حضور اقدس ﷺ کے لئے اس علم ہونے کا عقیدہ شریک ہے۔ (معاذ اللہ) اس عبارت میں قرآن و حدیث کے خلاف نام نہاد نظریہ و عقیدہ پیش کر کے بارگاہ رسالت میں سخت توہین اور گھٹنئی گستاخی کی گئی ہے اور فحش عقیدہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو کاری چھس پھوس چھانے کا شدید و صریح عظیم کیا گیا ہے۔

دہلی اور دیوبندی جماعت کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی نے فرمایا ہے
میں "امکان کذب باری تعالیٰ" یعنی "خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے" کا فتویٰ دیا

اور پیر پور (پراگش) ص ۱۰۰ سے نقل کیا۔ علاوہ ازیں "فتاویٰ رشیدیہ" ص ۱۰۰ میں
قلم "میں امکان کذب کو خلاف عقیدہ سے معنون کر کے اللہ جل جلالہ کی
ذات مقدسہ کے لئے ایسا فاسد عقیدہ لکھا کہ - معاذ اللہ تم معاذ اللہ جھوٹ بولنے
پر اللہ تعالیٰ قادر ہے اور جھوٹ بولنا اللہ جل جلالہ کی قدرت میں شامل ہے۔
مولوی رشید احمد گنگوہی کے مندرجہ بالا فاسد عقیدہ کے رد و ابطال میں
اعلیٰ حضرت عظیم الشان حضرت مجدد دین و ملت، امام ابوالحسن، امام احمد رضا مفتی بریلوی علیہ
الرحمۃ الرحمن نے "مباحسان السبوح عن عیب کذب المعقبوح" نام کی
کتاب ۱۳۰۵ھ میں تصنیف فرمائی اور گنگوہی صاحب کے فاسد نظریہ و عقیدہ کا ایسا رد
بلغ فرمایا کہ گنگوہی صاحب کے پیچھے اوجھڑ کر رکھ دیئے۔ اس کتاب کی اشاعت کو تقریباً
ایک سو گچیس (۱۲۵) سال کا دور از عرصہ ہو چکا ہے لیکن اس تاریخی کتاب کے دلائل قاطعہ
اور براہین باہرہ کا جواب اور رد نگھنے سے پوری دنیا کے وہابیت و دیوبندیت کے علماء و
محققین عاجز و قاصر اور معذور و ناچار ہیں اور انکے اللہ تعالیٰ قیامت تک سزاگاہ و مجسمات
رہیں گے۔

دہلی، دیوبندی اور تبلیغ جماعت کے نام نہاد مجدد اور حکیم الامت مولوی اشرف
علی تھانوی نے ۱۳۱۹ھ میں دہلی دارالعلوم سے لکھا کہ

مجموعہ رسائل

کشف ضلال و یونہی حاشیۃ الاتحاد

ابن عربی رحمہ اللہ

مجلد اول

ترجمہ و تفسیر مولانا محمد رفیع الدین

ترتیب تجدید

محمد رفیع الدین

امام احمد رضا الکنڈھی

ترجمہ و تفسیر مولانا محمد رفیع الدین

یہ اصل فتویٰ گنگوہی کا مہری دستخطی ان کے فتاویٰ کے معروف خط کا لکھا ہوا موجود ہے، اس کے عکس لیے گئے۔ ایک فوٹو سرکار مدینہ طیبہ میں ہے، مگر ہندوستان میں ہیں۔ اول بار رقعہ ۱۳۰۸ھ میں خاص میرٹھ میں کہ اس وقت انھیں کی قلمرو میں تھا چھپ کر شائع ہوا، اس پر مواخذات ہوا کیے، اس کے بعد چند برس گنگوہی صاحب بقید حیات رہے۔ ۱۳۲۳ھ میں مرے، کبھی نہ کہا کہ یہ فتویٰ میرا نہیں۔ اب ان کے مرنے کے بعد اذنا ب منکر ہیں اور ان کے فتاویٰ میں ایک فتویٰ بھی داخل کر لیا ہے کہ... ”جو قریب کذا مانے کافر ہے“

مگر اس سے کیا فائدہ، یہ گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی، تم نے خود نہ کی، اے من سے کرائی کہ اتم دایم ہو۔ لطف یہ کہ وہ فتویٰ ۱۳۰۸ھ کا ہے اور یہ ۱۳۰۸ھ کا۔ تو اگر تھا بھی اس سے منسوخ ہو گیا۔ مسلمانو! اللہ انصاف۔

اولاً اتنا عظیم انجیٹ گندا کفر کہ آج تک کسی ہندو، مجوسی، آریہ، یہودی نے کچھ کا ہوگا کہ اس کا معبود جھوٹا کذاب ہے، گنگوہی صاحب کی نسبت شائع ہو، اس سے ہوں، اس پر گنگوہی صاحب کی تکفیریں ہوں، اور گنگوہی صاحب ۱۵ برس جی نہیں اور کار نہ کریں۔ کوئی عاقل اسے قبول کر سکتا ہے؟ اگر اس میں ایک حرف کا بھی ان کی رے سے فرق ہوتا جس سے ان پر اتنا موٹا کفر آتا چیخ پڑتے، اشتہار پر اشتہار شائع یہ مجھ پر افترا ہے، میرے اصل فتوے میں یہ تھا، اس کو یوں بنالیا ہے، نہ کہ سارا نے خبیث کفر کا کہ کسی پادری یا آریہ سے بھی اس کی نظیر نہ ملے، گنگوہی صاحب شائع ہو، اس پر رد ہوں، تکفیریں ہوں، اور گنگوہی صاحب چند برس چپ خاموشی کو لیے ہوئے شہر خموشاں چل بسیں۔ جب تک وہ بقید حیات رہے البتہ خاموش در خواب خرگوش، جب وہ بقید ممات ہوں تو اب یہ شگوفہ کھلے کہ فتوے اس سے تو یہی آسان تھا کہ کہہ دیتے، گنگوہی صاحب تجھے ہی نہیں مانا

دُعْوَةُ انصاف

رئيس القلم حضرت علامہ ابرار شہید القادر ری نور اللہ مرقدہ



رکھا ہے۔ تو ذیل میں اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھئے جنہوں نے امت کو دو ملتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

پہلی بنیاد

اپنی مذہبی سرشت کے اعتبار سے مسلمان کا جو والہانہ تعلق اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم ذات سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس کا ایمان اپنے رسول کی بارگاہ میں اتنا مودب اور خاس ہے کہ رسول کی حرمت پر ذرا سی خراش بھی اسے برداشت نہیں۔ ناموس رسول کی تحفظ کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر دور میں جس والہانہ جذبے کے ساتھ اپنی فداکاریوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخ کا جانا پہچانا واقعہ ہے۔ حب رسول کی وارفتگی کا یہ رخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم و غصہ اور نفرت و غضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ نشانے پر کون ہے۔ یا ہر کا ہو یا اندر کا جس بھی رسول کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرت ایمانی کی تلوار اس کے خلاف بے نیام ہو گئی۔

آج ملعون رشدی کی زندہ مثال آپ کے سامنے ہے۔ رسول کی حرمت پر حملہ کر کے اس نے سارے عالم اسلام کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ قابل رشک ہیں وہ شہیدانِ محبت جو رشدی کے خلاف اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آقا کی عزت پر قربان ہو گئے۔ علمائے دیوبند کے خلاف بھی ہمارے غم و غصہ کی سب سے بڑی بنیاد یہی ہے کہ ان کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں جس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

① علمائے دیوبند کے مذہبی پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو رذائل اور حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دی ہے جسے وہ خود بھی اقرار ہی مجرم ہیں۔